اکابر دیوبند، بالخصوص شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی قدس اللہ سرہ

کے افکار ونظریات کا بے باک ترجمان

مجلّہ صفدر گجرات

فی شمارہ 20 روپے۔ زر سالانہ 240 روپے

فہرست

ناشر:......مجلس تحفظ حدیث و فقہ بہاولپور

0301-7790908...... 0334-4612774

برائے رابطہ: 03344612774

پیامِ صفدر مدیر اعلیٰ کے قلم سے

ائمہ مساجد کی خدمت میں

شیخ الاسلام سیمینار کے موقع پر علم وتقویٰ کے تابناک ستاروں کی جلوہ سامانیوں نے بہاولپور کی سرزمین کو بقعۂ نور بنادیا تھا، اس موقع پر حضرت امام اہل سنت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ اور حضرت مولانا صوفی عبدالحمید خان سواتی رحمہ اللہ، سٹلائیٹ ٹاؤن بہاولپور میں کسی صاحب کے مکان میں اقامت پذیر تھے، ان مجمع البحرین کی زیارت کے لیے مولانا عبداللہ عابد وڑائچ، مولانا محمود عالم صفدر، مولانا احسن خان خدامی اور راقم سٹلائیٹ ٹاؤن پہنچے اور ایک کوٹھی کی گھنٹی بجادی، ادھر سے معلوم ہوا کہ اس مکان میں علامہ خالد محمود صاحب مدظلہ (پی ایچ ڈی لندن) اور مولانا عبدالرؤف غزنوی تشریف فرما ہیں، ہم نے طے کیا کہ پہلے ان حضرات سے ملاقات کرلی جائے بعد میں حضرت امام اہل سنت کی زیارت کو چلیں گے، چنانچہ دیر تک علامہ صاحب کی مجلس کا لطف اٹھاتے رہے۔

حضرت علامہ خالد محمود مدظلہ کی مختلف موضوعات کے گرد گھومتی علمی گفتگو نے محفل کو کشتِ زعفران بنائے رکھا، اثناء گفتگو میں ایک یہ واقعہ بھی بیان فرمایا کہ ایک مجلس میں حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمہ اللہ کی موجودگی میں مَیں نے ایک سوال اٹھایا کہ غیر مقلدین نے سب سے زیادہ کس علاقہ میں کام کیا؟ حضرت اوکاڑوی نے فرمایا ''آپ ہی بتائیں'' میں نے کہا غیر مقلدین نے سب سے زیادہ کام گوجرانوالہ میں کیا، چنانچہ مولوی اسماعیل سلفی (غیر مقلد) نے وفات سے پہلے کہا تھا کہ ''جب میں یہاں گوجرانوالہ آیا تھا تو اہلحدیثوں (غیر مقلدین) کی دو مسجدیں تھیں اور اب باون (۵۲) مسجدیں ہیں'' سب نے میرا عندیہ تسلیم کیا، پھر میں نے سوال اٹھایا کہ غیر مقلدین کی تردید میں سب سے زیادہ کام کس علاقہ میں ہوا؟ حضرت اوکاڑوی نے فرمایا ''یہ بھی آپ بتائیں'' میں نے کہا ''گوجرانوالہ میں'' میرے اس جواب پر تمام حاضرین کو حیرت ہوئی تو میں نے کہا کہ ''غیر مقلدین کے رد میں جتنا کام مولانا سرفراز خان صفدر صاحب نے کیا اتنا کسی نے نہیں کیا، مگر غیر مقلدین نے عوام میں اور حضرت امام اہل سنت نے اہل علم میں کام کیا۔'' انتھی۔

حضرت علامہ خالد محمود صاحب مدظلہ شاید اس طرف توجہ دلانا چاہتے تھے کہ اس وقت عوام میں کام کرنے کی ضرورت بہت زیادہ ہے اور عوام میں کام کرنے کے لیے مساجد بہترین مراکز کی حیثیت رکھتی ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ مساجد کے فرش سے اٹھنے والی بڑی بڑی انقلابی تحریکیں تاریخ کے صفحات پر اپنا نام ثبت کراچکی ہیں۔ عہدِ گذشتہ کی تاریخ گواہ ہے کہ مسجد کی چاردیواری سے انگڑائی لینے والے درویشوں نے بارہا دنیا بھر میں دینی خدمات کا ڈنکا بجایا، چاردانگ عالم کو اسلامی تعلیمات سے روشناس کرایا، اسلام دشمن قوتوں کے مورچے الٹے اور اکناف دنیا کو مسخر کرڈالا۔

اگر فکر ونظر کے زاویے گہرے اور وسیع کیے جائیں تو یہ حقیقت منکشف ہوجاتی ہے کہ مسجد کے ائمہ کرام

کے لیے حفاظت دین، مسلک کے تحفظ، اسلامی نظریات کے فروغ، نوجوان نسل کو دینی منہج فکر پر گامزن کرنے، سلف بیزاری کی طوفانی یلغار کے آگے بند باندھنے، اسلام کی صحیح صورت کو مسخ کرنے کے مجرموں کے تعاقب کرنے اور نام نہاد سکالرز کے پروپیگنڈوں کے ازالے کے بھرپور مواقع میسر ہیں، باشندگانِ وطن اور نسل نو کو سنت سے متنفر کرنے یا سنت کی اہمیت کم کے لیے پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا رات دن مصروفِ عمل ہے، ڈاڑھی سے بیزار، شرعی لباس سے نالاں، سنت کی پیروی سے آزاد دانشور اسی غرض سے ہی چینلوں پر متعارف کرائے جاتے ہیں تاکہ اسلام سمجھنے کے لیے قوم متبعینِ سنت علماء کرام کی بجائے ان سنت بیزار ماڈرن ''محققین'' کی طرف رجوع کرے۔ اور ظاہر ہے کہ ان حملوں کو غیر مؤثر بنانے میں ائمہ مساجد ہی بہترین کردار ادا کر سکتے ہیں، جمعہ کے خطبات، دروس القرآن اور اصلاحی مواعظ میں نوجوان نسل کی ذہن سازی میں ائمہ مساجد سے بڑھ کو کوئی کردار ادا نہیں کر سکتا۔

ائمہ مساجد نت نئے اٹھنے والے فتنوں سے مطلع ہوں، اہل محلّہ کو موزوں اور مدلل انداز میں آگاہ کریں، فکری کج روی کے حامل سکالرز کا جاندار انداز میں علمی تعاقب کریں، مذہب بیزار مفکرین پر اعتماد کے بھیانک نتائج عوام کو بتائیں تو قوی امید ہے کہ ہر امام صاحب کے حلقۂ اثر کی عہدِ حاضر میں نمودار ہونے والی گمراہیوں کی تند و تیز آندھیوں اور طلاطم خیز موجوں سے بڑی حد تک حفاظت ہو سکتی ہے، ائمہ مساجد کے اس فائدہ مند کام کو موزوں سے موزوں تر اور مزید مؤثر بنانے میں اگر بڑے بڑے مدارس کے منتظمین آگے بڑھیں، ائمہ مساجد کی اس نہج پر تربیت کی ذمہ داری قبول کریں، ائمہ مساجد کی تنظیم سازی کریں اور مختلف علمی اور تجربہ کار علماء کے تربیتی بیانات ہوں تو دورِ حاضر میں یہ دین کی بہت بڑی خدمت ہوگی۔

اس وقت المناک صورتحال اور مساجد کی عمومی فضا یہ ہے کہ مساجد کے متولیان اور کمیٹی ممبران ائمہ مساجد کو ملازم کی حیثیت سے دیکھتے ہیں، بیانات کے حوالہ سے بہت سی پابندیوں میں ائمہ کو جکڑا جاتا ہے اور فرمائشی موضوعات پر بیانات کروائے جاتے ہیں اور ائمہ کرام بھی متولیان کو گویا (خاکم بدہن) رزّاق سمجھ لیتے ہیں، جس کے نتیجے میں محلوں میں فتنے پنپتے رہتے ہیں اور ائمہ کرام مصنوعی مجبوریوں کے پیش نظر ان کی روک تھام سے پہلوتہی کرتے رہتے ہیں، ضروری ہے کہ اس فضا کو یکسر بدلا جائے اور اس کے لیے اربابِ مدارس اور اکابر علماء ہی کوئی بنیادیں استوار کر سکتے ہیں۔

بہرحال اربابِ مدارس سے گذارش ہے کہ وہ ائمہ مساجد کو مؤثر اور کامیاب مبلغ و مصلح بنانے کے لیے پالیسی وضع کریں اور ائمہ مساجد کی خدمت میں التماس ہے کہ اپنا حلقۂ اثر وسیع کریں، ذاتی مفادات پر مسلکی خدمات کو ترجیح دیں، ضلالت اور بے راہ روی کے دلدلوں سے نوجوان نسل کو نکالنے کے لیے بھرپور کاوشیں بروئے کار لائیں، ان شاء اللہ ائمہ مساجد کی اس جدوجہد اور فکر سے امت مسلمہ کی بڑی تعداد، سنت بیزار سکالرز کے گمراہ کن لیکچرز سے متأثر ہونے کی بجائے اسلاف پر اعتماد کرتے ہوئے سنت کے دامن سے وابستہ ہو جائے گی۔ توقع ہے کہ ائمہ مساجد ہماری ان گذارشات کو شرف قبولیت سے نوازتے ہوئے اپنے منصب جلیل کی افادیت کا ضرور احساس کریں گے۔

حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ

سنی مؤقف

عقائد وافکار کی اصلاح کے لیے چند راہ نما اصول

(......قسط نمبر 1......)

الحمد لله رَبِّ العَالمين، والصلوٰةُ والسلامُ علیٰ رَسوله سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلیٰ خلفاء الراشدين، وعلیٰ اٰله واصحٰبه اجمعين.

''سنی تحریک طلبہ''، اسکولوں، کالجوں، یونیورسٹیوں، سرکاری اور غیر سرکاری تعلیمی اداروں اور عربی دینی مدارس کے طلبہ کی ایک خصوصی تنظیم ہے جو ''سنی مذہب'' کی بنیاد پر قائم کی گئی ہے۔ اور گو ملک میں طلبہ کی متعدد تنظیمیں مختلف ناموں سے اپنے اپنے دائرہ میں کام کر رہی ہیں لیکن اس کے باوجود ایک ایسی ''سنی تحریک'' کی ضرورت تھی جو ''سنی طلبہ'' کی منتشر قوتوں کو ان کے امتیازی نام (اہل السنۃ والجماعۃ) کے تحت متحد و منظّم کر کے ملک وملت کی خدمت کیلئے میدان عمل میں لے آئے۔ لیکن تحفظ واستحکام اسلام کا یہ کام جتنا ضروری اور اہم ہے اتنا ہی مشکل اور صبر آزما بھی ہے۔ کیونکہ سُنّی مسلمانوں کے اس عمومی تنزل اور ادبار اور پاکستان کے خصوصی موجودہ ابتلائی اور بحرانی دور میں ''سنی'' عنوان سے نوجوان طلبہ کی کسی تحریک کا اٹھنا ان سنی مسلمانوں کیلئے بھی بہت تعجب خیز امر ہے جو ''سنی مذہب'' اور ''سنی تاریخ اسلام'' سے صحیح طور پر واقف نہیں ہیں یا حب مال وزر اور حب جاہ و اقتدار کی وجہ سے ان کی دینی اور ملی حس بہت حد تک مفلوج ہو چکی ہے اور وہ اپنے اصلی مقصد حیات کو نظر انداز کر چکے ہیں۔ علاوہ ازیں ایسے افراد کی بھی کمی نہیں ہے جو رواداری اور اخوت اسلامی کے مروجہ مفہوم کی بناء پر ''سنی تحریک'' کو ''وحدت ملت اسلامیہ'' کے خلاف تصور کرتے ہیں حالانکہ ''سنی'' اور ''اہل سنت'' کا عنوان ایک ایسا مقدس عنوان ہے جس سے ''اسلامِ حقیقی'' کی صحیح نشاندہی ہوتی ہے اور ''وحدت ملی'' کیلئے ایک صحیح اساس قائم ہو جاتی ہے۔ یہ وہ جامع اور محبوب عنوان ہے جس کے ذریعے ایک مسلمان، محبوب خدا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ اور آپ کی سنت طیبہ کے ساتھ اپنی قلبی اور روحانی نسبت کا اظہار واقرار کرتا ہے اور یہی وہ عظیم نسبت ہے جو تمام اسلامی نسبتوں کا سرچشمہ ہے۔

محال است سعدی کہ راہِ صفا　　　　تواں رفت جز در پئے مصطفیٰ

سنتِ رسول کی شرعی حیثیت!

لغوی معنی میں ''سنت'' طریقہ، عادت، نمونہ اور خصلت کو کہتے ہیں۔ اور شرعی اصطلاح میں ''السنۃ'' سے مراد حضور رحمۃ للعٰلمین خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا افضل واکمل نمونہ حیات ہے۔ ''سنتِ رسول'' کا

مفہوم بہت وسیع اور جامع ہے۔ چنانچہ آنحضرت کے اقوال وافعال اوراوامر ونواہی وغیرہ سب پر ''حدیث'' و''سنت'' کا اطلاق کیا جاتا ہے۔ تمام دینی اور شرعی عقائد واعمال انفرادی اور اجتماعی ملکی اور بین االاقوامی قوانین کا ماٰخذ ''کتاب اللہ'' کے بعد ''سنت رسول اللہ'' ہے۔ بلکہ کلام الٰہی (قرآن مجید) کے الفاظ وکلمات کا ثبوت بھی حضور سیدالانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی ''سنت'' و''حدیث'' پر ہی موقوف ہے۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں جن اہل ایمان کو بلا واسطہ زیارتِ نبوی کی نعمت عظمٰی نصیب ہوئی ہے ان کو ''ایمان بالقرآن'' بھی ''ایمان بالرسول'' کے واسطہ ہی سے نصیب ہوا ہے۔ مرادِ خداوندی کے تحت قرآن حکیم کی تعلیم وتفسیر اور تشریح وتبیین کا ثبوت بھی رسول امین صلی اللہ علیہ وسلم کی ''حدیث'' و''سنت'' پر ہی مبنی ہے اور قرآن اور شرعی احکام کا کامل ترین ''نمونۂ عمل'' بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ''سنتِ جامعہ'' ہی ہے اور جب ایمان بالقرآن، تعلیم وتبیین قرآن، تربیتِ اہل ایمان اور تزکیۂ قلوب وارواح اصحابِ رسولِ انس و جان کا اولین اور قطعی واسطہ امام الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ ہی ہے تو پھر ''کتاب اللہ'' اور ''سنتِ رسول اللہ'' پر یقین وایمان رکھنے والے مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ ہادی اعظم، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ''سنت مقدسہ'' کے ساتھ اپنے ایمانی اور روحانی تعلق کا ''بلاخوف لومۃ لائم'' کھلم کھلا اظہار کر کے ان سب اعتقادی اور عملی فتنوں کا سد باب کریں جو اسلام کے نام پر سادہ لوح ناواقف مسلمانوں کو راہِ حق، صراطِ مستقیم سے ہٹا کر کفر و باطل اور الحاد و زندقہ کے جہنمی راستوں پر چلانے کی کوشش کر رہے ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ''سنت مقدسہ'' کی نسبت کی بناء پر ''سنی'' اور ''اہل سنت'' ہونے کا اقرار امت مسلمہ کے موجودہ تشتت وافتراق اور ضلالت وانتشار کو ختم کرنے کا ایک ''مذہبی نشان'' ہے جس کے تحت تمام اہلِ اسلام رحمت للعالمین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی ''شاہراہِ سنت'' پر گامزن ہو کر فلاحِ دارین حاصل کر سکتے ہیں، ورنہ اگر ''سنت رسول اللہ'' کو ''اسلام حقیقی'' کے تعین کیلئے ایک دینی اور شرعی نشان کے طور پر نہ تسلیم کیا جائے اور اس نسبت مقدسہ کا واضح طور پر اعلان نہ کیا جائے تو پھر اسلام کے نام پر جن جہنمی راستوں پر شیطان خصلت، عیار لوگ ناواقف مسلمانوں کو چلانے کی کوشش کر رہے ہیں، کامیاب ہو سکتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے متعدد آیات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو اپنی اطاعت کا نشان قرار دیا ہے مثلاً

۱...... مَن یُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ اَطَا عَ اللّٰه . (پارہ۶ سورۃ النسا: رکوع۱۱، آیت نمبر۸۰)

ترجمہ: جس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی اس نے اللہ کی ہی اطاعت کی۔

۲...... قُل اِن کُنتُم تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰهُ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ.

ترجمہ: ۔ آپ فرما دیجئے کہ اگر تم لوگ اللہ کی محبت چاہتے ہو تو تم میری اتباع کرو۔ اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔ (پارہ۳، سورۃ آل عمران، رکوع۴، آیت۳۱)

۳...... فَلاوَرَبِّکَ لَا یُؤمِنُونَ حَتّٰی یُحَکِّمُوکَ فِیمَا شَجَرَ بَیْنَهُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْٓ اَنْفُسِهِم حَرَجًا مِمَّا قَضَیْتَ وَ یُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا. (پارہ۵۔ سورۃ النساء، رکوع۹، آیت۶۵)

ترجمہ: پس آپ کے رب کی قسم یہ لوگ ایماندار نہیں ہوں گے جب تک کہ وہ آپ کو اپنے جھگڑوں میں حَکَم (فیصلہ کرنے والا) نہ تسلیم کریں۔ پھر آپ نے اس میں جو فیصلہ کیا ہے اس کی وجہ سے وہ اپنے دلوں میں تنگی

نہ محسوس کریں اور آپ کے حکم کو اچھی طرح تسلیم کرلیں۔

۴......لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْراً (پارہ۲۱،سورۃ الاحزاب،رکوع۳،آیت۲۱)

ترجمہ :۔تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں پیروی کیلئے ایک بہترین نمونہ موجود ہے جس کا فائدہ اس شخص کیلئے ہے جو اللہ کی اور یوم آخرت کی امید رکھتا ہے اور اللہ کا ذکر زیادہ کرتا ہے۔

احادیث نبویہ!

نبی کریم رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے معجزانہ ارشادات میں ''سنت مقدسہ'' کی شرعی حیثیت واضح فرمادی ہے۔مثلا:

۱...... مَنْ اَحَبَّ سُنَّتِيْ فَقَدْ اَحَبَّنِيْ وَمَنْ اَحَبَّنِيْ كَانَ مَعِيَ فِي الْجَنَّة

ترجمہ: جس نے میری سنت سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔ (مشکوٰۃ شریف،ج۱،ص۳۱۔حدیث نمبر۱۶۵۔باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ)

۲......مَنْ تَمَسَّكَ بِسُنَّتِيْ عِنْدَ فَسَادِ اُمَّتِيْ فَلَهٗ اَجْرُ مِائَةِ شَهِيْدٍ

ترجمہ:۔جو شخص میری امت کے بگاڑ اور فساد کے زمانہ میں میری سنت کو مضبوط پکڑے گا اس کو سو شہیدوں کا ثواب ملے گا۔ (مشکوٰۃ شریف،ج۱،ص۳۱۔حدیث نمبر۱۶۶۔ایضاً)

۳......فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ. (مشکوٰۃ شریف،ج۱،ص۲۸۔حدیث نمبر۱۳۷۔ایضاً)

ترجمہ : جو شخص میری سنت سے روگردانی کرے گا وہ مجھ سے نہیں۔

۴...... وَمَنْ يَّعِشْ مِنْكُمْ بَعْدِيْ فَسَيَرىٰ اِخْتِلَافاً كَثِيْرًا، فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَ سُنَّةِ الْخُلَفَآءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ. (مشکوٰۃ شریف،ج۱،ص۳۰۔حدیث نمبر۱۵۷۔ایضاً)

ترجمہ: فرمایا تم میں سے جو شخص میرے بعد زندہ رہے گا وہ بہت زیادہ اختلاف دیکھے گا۔پس ان حالات میں تم پر میری سنت اور میرے ہدایت یافتہ خلفاء کی سنت کی پیروی لازم ہوگی۔

مندرجہ بالا چار آیات اور چار احادیث سے واضح ہوتا ہے کہ حضور رحمت للعٰلمین صلی اللہ علیہ وسلم کی ''سنت'' اور ''اسوۂ حسنہ'' کی اتباع اللہ تعالی کی محبت اور اطاعت اور جنت کے حصول کا اولین، واحد اور قطعی واسطہ ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ''سنت'' کی پیروی کو شرعاً ''حجت'' تسلیم کرنا ایمان کی علامت اور اس کا انکار عدمِ ایمان کی نشانی ہے۔امت کے بگاڑ اور فساد اور افتراق و اختلاف کے دور میں نہ صرف حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی ''سنت'' کی پیروی لازم ہے بلکہ حضور کے ''خلفائے راشدین'' کی ''سنت'' (طریقہ) کی بھی پیروی لازم ہے جن کو ''معیارِ ہدایت'' بنایا گیا ہے اور جس طرح رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور اطاعت اللہ تعالی کی محبت اور اطاعت کا ''شرعی نشان'' ہے اسی طرح ''خلفائے راشدین'' کی محبت اور اطاعت حضور رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور اطاعت کا ''مذہبی نشان'' ہے۔ (جاری ہے۔۔۔۔)

حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ

مودودی مذہب

ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کے خود ساختہ گمراہ کن نظریات کا تحقیقی جائزہ

(......قسط نمبر 1......)

الحمد لله رب العالمين، والصلوٰة والسلام علىٰ رسوله سيدنا محمد خاتم النبيين وعلىٰ اٰله الطيبين واصحابه المكرمين اجمعين

برادرانِ اسلام!

آج کل پاکستان میں مذہبی واعتقادی حیثیت سے ''جماعت اسلامی'' عموماً زیر بحث ہے۔ علماء اسلام کی اکثریت ''جماعت اسلامی'' کے خلاف ہے اور اس کی وجہ امیر جماعت اسلامی سید ابوالاعلیٰ مودودی کے خود ساختہ غلط عقائد ونظریات ہیں، جن کی دینِ حق میں گنجائش نہیں۔ گو مودودی صاحب کے معتقدین عموماً ناواقف لوگوں کو یہ یقین دلانے کی کوشش کرتے ہیں کہ: ''صرف چند مولوی مخالف ہیں۔'' یہ محض ان کا پروپیگنڈا ہے جو حقیقت کے بالکل خلاف ہے۔ اس بات کے ثبوت کے لیے کہ اکثر علماء مودودی صاحب کے خلاف ہیں خود مودودی صاحب کی تحریر سے ہی ایک حوالہ پیش کیا جاتا ہے۔ چنانچہ ایک سائل کے جواب میں لکھتے ہیں:

> ''آپ کہہ سکتے ہیں کہ تم ان غلط بیانیوں اور تحریفات کا پردہ کیوں نہیں چاک کرتے؟ جو دعوت الی الخیر میں رکاوٹ بن سکتی ہیں۔ میں عرض کروں گا کہ اگر کوئی ایک فتویٰ یا اشتہار ہوتا تو شاید میں بادل نخواستہ اس کی غلطیوں کو بے نقاب کرنے کی کوشش بھی کر گزرتا۔ اگرچہ ایسی چیزوں کی طرف توجہ کرنا میرے لیے سخت کراہت کا موجب ہوتا ہے۔ لیکن یہاں تو پاکستان سے ہندوستان تک ہر طرف فتووں، پمفلٹوں، اشتہاروں اور مضامین کی ایک فصل اُگ رہی ہے جن میں کیمونسٹ، سوشلسٹ، اہلحدیث، بریلوی اور دیوبندی سب ہی اپنے اپنے شگوفے چھوڑ رہے ہیں اور آئے دن نئے نئے شگوفے چھوڑتے رہتے ہیں۔ اس فصل کو آخر کون کاٹ سکتا ہے؟'' (رسائل ومسائل حصہ دوم ص:۴۹۷، طبع دوم۔ ترجمان القرآن مارچ تا مئی ۵۱ء ص:۴۸)

مندرجہ بالا عبارت سے جہاں یہ ثابت ہوا کہ:

مختلف طبقوں اور جماعتوں کی طرف سے مودودی صاحب کی بہت مخالفت کی گئی ہے، وہاں

مودودی صاحب نے اپنا یہ تصور بھی ظاہر کیا ہے کہ ایسی چیزوں کی طرف توجہ کرنا بھی ان کے لیے سخت ناپسندیدہ بات ہے، لیکن باوجود اس کے انہوں نے کسی کو معاف نہیں کیا، بلکہ ہر طبقے کی تحقیر و تذلیل کرتے رہے، چنانچہ لکھتے ہیں:

''سیاسی لیڈر ہوں یا علماء دین ومفتیان شرع مبین دونوں قسم کے رہ نما اپنے نظریہ اور پالیسی کے لحاظ سے یکساں گم کردہ راہ ہیں، دونوں راہِ حق سے ہٹ کر تاریکیوں میں بھٹک رہے ہیں۔''

(سیاسی کشمکش، ج:۳،ص:۷۷،سطر۱۶، بارششم)

(ب) اور یہی جہالت ہم ایک نہایت قلیل جماعت کے سوا مشرق سے لیکر مغرب تک عام مسلمانوں میں عام دیکھ رہے ہیں خواہ وہ ان پڑھ عوام ہوں یا دستار بند علماء یا خرقہ پوش مشائخ یا کالجوں اور یونیورسٹیوں کے تعلیم یافتہ حضرات، ان سب کے خیالات اور طور طریقے ایک دوسرے سے بدر جہا مختلف ہیں، مگر اسلام کی حقیقت اور اس کی رُوح سے ناواقف ہونے میں سب یکساں ہیں۔'' (تفہیمات ج:۱،ص:۳۶)

فرمایئے! مودودی صاحب نے سیاسی لیڈروں، علماء ومشائخ اور کالجوں اور یونیورسٹیوں کے تعلیم یافتہ حضرات میں سب کو (سوائے قلیل لوگوں کے) اسلام کی حقیقت ورُوح سے ناواقف اور تاریکیوں میں بھٹکنے والا تو فرما دیا۔ لیکن اس کے باوجود بھی آپ ان چیزوں کی طرف توجہ دینے کو سخت برا سمجھتے ہیں ع

قیاس کن زگلستانِ من بہارمرا

اور اگر مودودی صاحب صرف اپنے زمانہ کے علماء ومشائخ پر برستے تو اور بات تھی، لیکن آپ نے اپنی تنقید سے نہ مجددین ومجتہدین امت کو معاف کیا اور نہ صحابہ کرام اور انبیائے عظام کو۔ خصوصا انبیائے کرام کو تنقید کا نشانہ بنانا تو مودودی صاحب کا وہ ''کارنامہ'' ہے کہ شاید امت محمدیہ میں کوئی ناقد ہی اس میں ان کا ہم پلہ ثابت ہو سکے۔ مودودی صاحب کے اکثر عقائد ونظریات چونکہ جمہور اہل السنۃ والجماعۃ کے خلاف ہیں اور علمائے حق سے ان کا اختلاف نہ صرف ''فروعی'' بلکہ ''اُصولی'' بھی ہے، اس لیے ضروری سمجھا۔ کہ مودودی صاحب کے عقائد ان کی تصانیف سے صحیح حوالجات کے ساتھ عامۃ المسلمین کے سامنے پیش کر دیئے جائیں، تاکہ ناواقف مسلمان جو ''جماعت اسلامی'' کے نام سے ٹھوکر کھا جاتے ہیں ان کو حقیقت حال کا علم ہو جائے۔ خصوصا تعلیم یافتہ طبقہ سے گذارش کروں گا کہ آپ حضرات محض تحقیق حق کے لیے مودودی صاحب کی عبارات کو تنقیدی نگاہ سے دیکھیں۔ ان شاءاللہ حق واضح ہو جائے گا۔ **واللہ یھدی من یشاء الیٰ صراط مستقیم** (جاری ہے۔۔۔)

☆......☆......☆......☆

ضبط و ترتیب: حمزہ احسانی

عظمتِ صحابہ رضی اللہ عنہم......اور......ہماری ذمہ داری

خطاب: جانشین قائد اہل سنت مولانا حبیب الرحمٰن سومرو مدظلہ العالی

مورخہ: 25 مارچ 2010ء...... بروز: جمعرات...... بمقام: مکی مسجد، ٹنڈو جام، حیدر آباد

الحمد لله .الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره ونؤمن به ونتوكل عليه ونعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سيأت اعمالنامن يهده الله فلا مضل له ومن يضلله فلا هادى له،ونشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريک له ونشهد ان سيدنا ونبيناوشفيعنا وحبيبنا ومولانا محمدا عبده ورسوله.صلى الله تعالىٰ عليه وعلىٰ اله واصحابه وبارک وسلم تسليما كثيرا. اما بعد

اعوذ بالله من الشيطن الرجيم. بسم الله الرحمن ا لرحيم.محمدرسول الله والذين معه اشداء على الكفار..................الخ

صدق الله العظيم.اللهم صلّ علىٰ سيدنا ومولانا محمد وعلىٰ اله وصحبه كما تحب وترضىٰ عدد ما تحب وترضىٰ.

میرے محترم برادرانِ اہل السنۃ والجماعۃ!

آیت کریمہ آپ کے سامنے تلاوت کی، اللہ جل شانہ سے دعا ہے کہ اس کا صحیح مفہوم بیان کرنے، سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ یہاں پر ہمارا بیٹھنا خاص دینی مقصد کے لیے ہے، کوئی دنیاوی مقصد نہیں، صرف اللہ جل شانہ کی رضا مقصد ہے، اس مقصد کے لیے اگر ہم دھیان توجہ کے ساتھ بیٹھیں گے تو اللہ تعالیٰ ہمیں اجر بھی نصیب فرمائیں گے اور اللہ جل شانہ ہماری مجلس کو مقبول و منظور بھی فرمائیں گے اور گناہوں کے کفارات کا ذریعہ بنا دیں گے۔ ان شاء اللہ۔

عقیدہ و عمل کا اصل معیار قرآن و حدیث ہیں

جو آیت کریمہ آپ حضرات کے سامنے پڑھی گئی، یہ سورۃ الفتح کی آخری آیت ہے، مقام حدیبیہ میں جہاں امام الانبیاء رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم چودہ سو قدسی صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی جماعت کے

ساتھ عمرہ کے ارادہ سے تشریف لے گئے، مقام حدیبیہ میں جو (مشہور) واقعہ پیش آیا، کفار نے آپ کو روکا اور وہاں صلح ہوئی، اس مقام کے نقشے اور ان واقعات کے بعد یہ آیات نازل ہوئیں، صلح حدیبیہ کے بارے میں اس سے پچھلی آیات بھی ہیں اور بعد والی بھی۔ یہ آیات قرآن کریم کی آیات ہیں۔ جو عقیدہ اور عمل ہم سیکھتے اور اپناتے ہیں، اس کے اندر ہمیں قرآن وحدیث کو امام بنانا چاہیے، عقیدہ بھی قرآن وحدیث سے لینا چاہیے اور عمل بھی قرآن وحدیث سے۔ مولوی پیر وغیرہ جتنے ہیں انہیں سمجھنے کا پورا معیار قرآن وحدیث اور نمونہ اسلاف ہے۔ اگر ان کے مطابق ہوں گے تو ٹھیک ہیں نہیں تو وہ غلط ہیں۔ عقیدہ اور عمل قرآن وحدیث سے بنتا ہے تاریخ کی کتابوں سے نہیں بنتا۔ قرآن کریم کو اگر صحیح سمجھا جائے اور مسلمانوں کو صحیح سمجھایا جائے اور قرآن کریم سے جو عقائد معلوم ہوتے ہیں ان کو ہم اپنا امام بنائیں اور صحیح طرح ان کو سمجھ لیں تو یقیناً گمراہی سے بچ جائیں گے اور یہی اصل چیز ہے۔

ان آیات کا شان نزول

یہ آیات مقام حدیبیہ میں نازل ہوئیں، اور مقام حدیبیہ میں رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی جماعت تھی۔ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کون تھے؟ رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے آفتاب نبوت سے براہِ راست فیضان پانے والی جماعت کو صحابہ کہا جاتا ہے۔ ان آیات میں اور ان سے پچھلی آیات میں صحابہ کرام ﷺ کی صفات کا بیان ہے۔ جب صلح کا معاہدہ نامہ لکھا جارہا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھوایا ''ھذا ماقاضی علیه محمدرسول الله'' یہ وہ صلح نامہ ہے جس پر محمد رسول اللہ نے صلح کی۔ تو کفار نے کہا کہ اگر ہم آپ کو اللہ کا رسول مانتے تو آپ سے لڑائی کیوں کرتے؟ ہم آپ کو اللہ کا نبی اور رسول مانتے ہی نہیں، اس لیے ''رسول اللہ'' ہم نہیں لکھنے دیں گے، ''محمد بن عبداللہ'' لکھیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو فرمایا: ''اُمحُ رسول الله'' رسول اللہ کا لفظ مٹادو! محمد رسول اللہ کی جگہ محمد بن عبداللہ لکھو! صلح نامہ پر محمد بن عبداللہ لکھا گیا۔ ''ھذا ماقاضی علیه محمدبن عبد الله'' یہ وہ صلح نامہ ہے جس پر محمد بن عبداللہ نے صلح کی، تو اللہ جل شانہ نے یہ آیات نازل فرمائیں **''محمد رسول الله......الخ''** اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، اے میرے محبوب! اگر یہ صلح نامہ سے جو عارضی کاغذ ہے اس سے آپ کے نام کے ساتھ سے رسول اللہ مٹاتے ہیں تو میں ''محمد رسول الله'' اپنے اس کلام ازلی کے اندر لکھتا ہوں جس کو کبھی کوئی مٹا نہیں سکتا، آپ کی رسالت ونبوت دائمی ہے، ان کے (لفظ) مٹانے سے آپ کی رسالت نہیں مٹ سکتی، ان کے حروف کے مٹانے سے آپ کی رسالت پر کوئی آنچ نہیں آئے گی، میں اسے اپنے کلام کا حصہ بنادیتا ہوں۔ اسے کفار قریش کیا چودہ سو سالہ اسلام دشمن مل کر بھی قیامت تک نہیں مٹا سکتے۔

اللہ کے نور کے امت تک پہنچنے کا واسطہ نبی کا سینہ ہے:

اس صلح میں رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم جس جماعت کو لے کر آئے تھے، اللہ تعالیٰ نے اس کی صفات بیان فرمائیں، اب دیکھنا یہ ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی وہ جماعت جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھی اور جسے اللہ فرماتے ہیں ''والذین معہٗ''۔ یہ وہ جماعت ہے جو نبی کے سینہ اطہر سے براہِ راست فیض یافتہ ہوئی، اللہ کے نور اور اللہ کی تجلّی کے امت تک پہنچنے کا واسطہ نبی کا سینہ ہوتا ہے، یہ واسطہ لازمی ہے، براہِ راست کوئی امتی اللہ کے نور سے فیض یاب نہیں ہوسکتا، جیسے گیارہ ہزار ولٹ بجلی کی تار سے براہ راست بلب روشن نہیں کیا جاسکتا بلکہ نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہوتا ہے اور اگر ٹرانسفارمر سے گزرنے کے بعد بجلی کے مطلوبہ ولٹ سے بلب جلایا جائے تو روشنی حاصل ہوجائے گی، اسی طرح امتی نبی کے سینہ کے واسطہ سے روشنی حاصل کرے گا تو پائیگا۔ جیسے بجلی کے لیے ٹرانسفارمر واسطہ ہے اسی طرح اللہ کے نور جسے نورِ ایمان اور نورِ ہدایت کہتے ہیں اسے حاصل کرنے کے لیے نبی کا سینہ واسطہ ہے۔ صحابہ کرام نے اسی واسطہ سے براہِ راست نورِ ایمان کی بجلی حاصل کی۔ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں سے بڑا معجزہ یہ ہے کہ آپ کی اس نظر اور توجہ سے امت میں ایسے اشخاص تیار ہوئے جن کی قیامت تک کوئی نظیر نہیں آئے گی۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مقام

حضرت شاہ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ سے اور بعض کتابوں کے مطابق خود حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ سے کسی نے سوال کیا کہ آپ (حضرت عمر بن عبدالعزیز) کا مقام زیادہ ہے یا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا؟ تو حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ: کیا تم مجھے اور نبی کے صحابی (حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ) کو برابر سمجھتے ہو؟ اور یہ سوال کرتے ہو کہ آپ کا مقام زیادہ ہے یا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا؟ (تو سنو!) جس جماعت کے ساتھ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے مل کر جہاد کیا، اس جماعت کے گھوڑے کے ٹاپوں سے جو گرد اٹھ کر اس کے ناک میں جا لگی وہ بھی عمر بن عبدالعزیز سے بدرجہا بہتر ہے۔

اور سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے قاتل وحشی جو بعد میں کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوئے اور حضرت وحشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنے، ان کے بارے میں حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ نے اپنے مکتوبات میں لکھا ہے کہ جب وحشی نے کلمہ پڑھ لیا، اور رحمۃ للعالمین کے سینے سے، نورِ نبوت سے فیض یاب ہوگیا تو اب امت کا کوئی ولی، غوث، قطب وحشی کا مقام نہیں پاسکتا۔ اس لیے کہ ان پر امام الانبیاء کی نظر پڑی اور یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر نبوت کا اعجاز ہے کہ اس سے دل بدل جاتے تھے، ساری بیماریاں ختم ہوجاتی تھیں اور سینے روشن ہوجاتے تھے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم پر انگلی اٹھانا نبوت کو داغدار کرنے کے مترادف ہے:

اب ایک بات سمجھیں کہ جسم کے کسی حصہ کا کوئی سپیشلسٹ ڈاکٹر ہو، اس کے پاس ایک لاکھ چوبیس ہزار مریض آئیں اور ان میں سے شفایاب صرف تین یا چار، یا دس یا سو ہوں تو کیا آپ اس ڈاکٹر کو کامیاب کہیں گے؟ (نہیں!) ناکام کہیں گے ناں؟ (جی) تو نبی رحمت علیہ الصلوٰۃ والسلام روحانی معالج ہیں، جو امت سے روحانی بیماریوں کو ختم کرنے کے لیے آئے، ایک لاکھ چوبیس ہزار (کم وبیش) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت ہوئے اور کلمہ پڑھا، اب اگر کوئی یہ کہے کہ ان میں سے صرف چار یا پانچ شفایاب ہوئے اور باقی جتنے تھے ان میں روحانی مرض برقرار رہے، دنیا کی محبت، حسد، بغض، کینہ، تکبر وغیرہ معاذ اللہ ان میں پایا جاتا تھا دنیا کی اغراض بھی تھیں، روحانی بیماریوں سے وہ پوری طرح شفایاب نہیں ہوئے تو آپ بتاؤ! کہ کیا نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کامیاب معالج سمجھے جائیں گے؟ اس صورت میں نبوت کامیاب ہوئی یا معاذ اللہ ناکام ہوئی؟ تو سمجھ لو کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں اگر کوئی انگلی اٹھاتا ہے تو گویا نبوت کے دامن کو داغدار کرتا ہے۔

امت میں قیامت تک کوئی نبی پیدا ہو سکتا ہے؟ (نہیں) اور کوئی صحابی؟ (نہیں) ہم اور آپ نے تو صرف (پڑھا اور) سنا ہے، صحابہ کرام نے اپنی آنکھوں سے سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے جلوے دیکھے، اب قیامت تک کوئی ایسی آنکھیں نہیں آسکتیں جنہوں نے رحمۃ للعالمین کا دیدار کیا، سفر وحضر میں ساتھ رہے، اٹھنا بیٹھنا دیکھا۔ گویا مقام صحابیت قیامت تک کسی کو نہیں مل سکتا۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر شفقت اور محبت جس پر پڑی، آپ نے جس کو نظر عنایت سے دیکھا، اس نے کلمہ بھی پڑھ لیا (اور حالت ایمان میں دنیا سے رخصت ہوا) تو وہ جنتی ہے، اللہ ان سے راضی ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا معجزہ...... اور...... ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ

عام طور پر عیسائی کہتے ہیں کہ ہمارے نبی کا سب سے بڑا معجزہ یہ تھا کہ مردوں کو زندہ کرتے تھے اور مادرزاد نابینے کی آنکھوں پر ہاتھ پھیرتے تو بینائی لوٹ آتی تھی۔ (تو سنو!) حضرت عیسیٰ علیہ السلام جس نابینے کی آنکھوں پر ہاتھ پھیر کر کہتے ''ابرأ باذن الله'' تُو اللہ کے حکم سے ٹھیک ہو جا! تو وہ ''صاحبِ بصارت'' ہو جاتا تھا اور اُسے مخلوق نظر آتی تھی، لیکن امام الانبیاء، رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم جس کے سینے پر نظر فرماتے یا ہاتھ پھیرتے تو وہ ''صاحبِ بصیرت'' ہو جاتا اور اُسے خالق نظر آنے لگتا تھا۔

فتح مکہ کا ایک واقعہ ہے کہ جب رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم طواف فرما رہے تھے تو دورانِ طواف ''فضالہ'' نامی ایک آدمی بھی معاذ اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کے ارادہ سے آپ کے ساتھ طواف

میں شامل ہوگیا، اللہ جل شانہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ وحی اطلاع فرمادی کہ یہ آپ کو قتل کرنا چاہتا ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے طواف کے دوران پوچھا "انت فضالہ؟" تم فضالہ ہو؟ وہ حیران ہوا کہ میرا نام ان کو کیسے پتہ چل گیا؟ کہنے لگا جی ہاں میں فضالہ ہوں! آپ نے پوچھا: "ماذا ترید؟" تمہارا مقصد کیا ہے؟ تم کیا سوچ رہے ہو؟ تو وہ سمجھ گیا کہ یہ میرے مقصد کو جان گئے ہیں، لہٰذا اس نے بات بدلی اور کہنے لگا کہ میں تو کچھ نہیں سوچ رہا، میں تو طواف کررہا ہوں اور اللہ کا ذکر کررہا ہوں، تو آپ نے فرمایا: اپنے گناہوں کی اللہ سے معافی مانگو، اور آپ نے فضالہ کے سینے پر ہاتھ پھیرا، فضالہ کہتے ہیں کہ جب رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ میرے سینے پر پھرا تو میرے دل سے باقی تمام محبتیں نکل گئیں اور صرف اللہ ورسول کی محبت غالب آگئی۔ تو اللہ کے رسول نے جس کے سینے پر ہاتھ پھیرا وہ ''صاحبِ بصیرت'' بن گیا اور اس نے کلمہ پڑھا ''اشھد ان لاالٰہ الااللہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ'' اور مسلمان ہوگیا، ساری چیزیں نظروں سے غائب ہوگئیں، جب طواف سے فارغ ہوکر جارہے تھے تو ایک عورت نے فضالہ کو بلایا، حالت کفر میں فضالہ کا اس کے پاس آنا جانا تھا، اس نے بلایا تو فضالہ نے کہا: میں وہ کل والا فضالہ نہیں ہوں، اب میرے سینے پر امام الانبیاء کا ہاتھ پھر چکا ہے جس کی وجہ سے میری نظر سے مخلوق غائب ہوگئی اور مجھے اللہ نظر آنے لگا ہے۔ ہمارا عقیدہ تو یہ ہے کہ صحابہ کرام ﷡ کلی طور پر روحانی امراض سے شفایاب ہوئے، کوئی مرض باقی نہ رہا۔ اب اگر کوئی کچھ اور لکھے تو ہمارا اُس سے کوئی واسطہ نہیں، کسی نے لکھا ہے کہ: یہاں پر جناب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی قوم پرستی سے بچ نہ سکے، نعوذ باللہ۔ آفتاب نبوت کی شعاعیں جس کے سینے میں پڑی ہوں وہ کبھی قوم پرست ہوسکتا ہے؟ وہ کبھی (سینہ میں) عصبیت رکھ سکتا ہے؟ اور پھر اس صحابی کے بارے میں جو افضل البشر بعد الانبیاء ہے......!! یہ لکھنے والا وہ ہے جس کا قلم نبیوں کو نہیں بخشتا، صحابہ کو کیا چھوڑتا ہوگا؟ لکھتا ہے کہ حضرت آدم سے لے کر حضرت عیسیٰ اور نبی کریم تک کوئی نبی بھی غلطیوں سے پاک نہیں، (کوئی نبی معصوم نہیں) اور خود اپنے بارے میں لکھتا ہے کہ: ''الحمدللہ میرا دامن تمام غلطیوں سے بے داغ ہے۔'' تو کیا آپ نبوت سے بھی اوپر ہیں؟ خود کسی کو نہیں بخشتا، نہ صحابہ کو نہ نبیوں کو، اور اپنے آپ کو کہتا ہے کہ میں پاک صاف ہوں......

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا نبی اکرم پر اعلان نبوت سے پہلے ایمان لانا

''ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء'' کے اندر حضرت امام شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے ایک واقعہ نقل فرمایا ہے، لکھتے ہیں کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اسلام لانے سے قبل ایک خواب دیکھا اور مکہ کے راہبوں سے اس خواب کی تعبیر پوچھی، انہوں نے عناد کی وجہ سے آپ کو خواب کی تعبیر نہیں بتائی، جب آپ

تجارت کی غرض سے شام گئے تو وہاں کے راہبوں سے پوچھا کہ میں نے یہ خواب دیکھا ہے اس کی کیا تعبیر ہوسکتی ہے؟ خواب یہ ہے کہ میں دیکھتا ہوں کہ بیت اللہ شریف سے نور کی شعاعیں نکلی ہیں اور چاروں طرف پورے عالم میں پھیل گئی ہیں، پھر وہ شعاعیں سمٹ کر میرے سینے میں داخل ہوگئیں'' راہب نے پوچھا کہ یہ خواب تم نے دیکھا ہے؟ انہوں نے کہا جی! میں نے دیکھا ہے، تو اس راہب نے کہا کہ جو نبی آخر الزماں آئے گا اعلان نبوت کرے گا تو اس پر سب سے پہلے ایمان لانے والے تم ہوگے، اور اس کی زندگی کے اندر اس کے وزیر و مشیر ہوگے اور اس کے وصال کے بعد تم اس کے خلیفہ ہوگے، اس راہب نے ساری بات بتلا دی، حضرت صدیق اکبر نے فرمایا جب وہ نبی اعلان نبوت فرمائیں گے تب تو میں ایمان لاؤں گا ہی، میں ابھی ان پر ایمان لاتا ہوں۔ (سبحان اللہ) حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ وہ شخصیت ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلان نبوت سے پہلے آپ پر ایمان لا چکے تھے۔ ان کے بارے میں رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ''مـاالـقَـی الـلهُ فی صدری القیتُه فی صدرابی بکرٍ، ماصبَّ الله فی صدری صببتُه فی صدر ابی بکرٍ'' اللہ نے جو علوم میرے سینے میں ڈالے وہ میں نے ابوبکر کے سینے میں منتقل کر دیئے۔

دین صحبت سے آتا ہے

اب جس شخصیت کا یہ مقام ہے اس کے بارہ میں کوئی کہے کہ وہ قوم پرست ہے؟ میں نے آپ کو پہلے بتادیا کہ عقیدہ کس سے بنتا ہے؟ قرآن وحدیث سے بنتا ہے تاریخ سے نہیں بنتا۔ اور عقیدہ سمجھاتا کون ہے؟ جو دس سال مدرسہ میں دال روٹی کھا کر سمجھتا ہے وہ سمجھانے کا حق رکھتا ہے، اور جو پوری زندگی ڈرائنگ روم میں بیٹھ کر مطالعہ کرتا رہے اسے کیا پتہ؟ نہ کسی کی صحبت میسر ہو (نہ کسی سے تلمذ نصیب ہو) یہاں تو یہ حال ہے کہ پاکستان کا ریٹائر جج (یا کوئی بھی) جب ریٹائر ہوتا ہے تو کہتا ہے کہ اب میں اسلام کی خدمت کرتا ہوں، اب قرآن کا ترجمہ لکھتا ہے کوئی تفسیر لکھتا ہے، اور لگ جاتے ہیں قرآن وحدیث کی خدمت میں۔ بھئی! تمہیں کیا حق ہے قرآن وحدیث کی خدمت کا؟ جب تک تم جج تھے تو ایک فیصلہ بھی قرآن وحدیث اور شریعت کے مطابق نہیں کیا، انگریز کے قانون کے مطابق تو نے فیصلے کیے، اب جب تم ریٹائر ہوگئے ہو تو تمہیں اسلام کی فکر پڑ گئی ہے؟ کسی بھی نبی کو ساٹھ سال کی عمر کے بعد نبوت نہیں ملی، پیدائشی نبی تھے، اعلان چالیس سال کی عمر میں کیا، یہ انسان کا سب سے طاقت (اور سمجھ داری) کا زمانہ ہے۔ اور یہ ہمارے ریٹائر جب ساٹھ سال کے ہوجاتے ہیں گھنٹہ گھنٹہ بعد پیشاب کے لیے جاتے ہیں، شوگر اور نسیان کا غلبہ ہوجاتا ہے اپنے بیٹوں تک کے نام بھول جاتے ہیں، تو اب دین کی خدمت کرنے لگتے ہیں، اب ان کو دین کی فکر پڑ جاتی ہے، ہمارے سندھ میں بھی ایک ایسا ہے، منکر حدیث۔ اس کو بھی ابھی ساٹھ سال کی عمر میں قرآن وحدیث کی خدمت کی فکر لگی

ہوئی ہے۔ عجیب لوگ ہیں۔ بھئی! اس کو سنبھالنے کے لیے یہ مدارس والے بیٹھے ہوئے ہیں، ہمیں مقام صحابہ نے یہ بتلایا ہے کہ یہ دین صحبت سے آتا ہے، ذرا صحابہ ﷺ کی تاریخ پڑھو! حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ''الزم النبی بشبع بطنی'' میں نے اپنے آپ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے چمٹائے رکھا تھا کہ مجھے صرف تھوڑا سا کھانا ملے گا اور میری زندگی کا مقصد صرف علم حاصل کرنا ہے، حضرت ابو ہریرہ (جن کا نام) حضرت عبداللہ بن صخر (ہے) کی روایتیں سب سے زیادہ ہیں، کیسے زیادہ ہیں؟ کیا وہ حدیثیں لکھتے تھے؟ (نہیں) وہ تو فرماتے ہیں کہ میں اصحاب صفہ میں سے تھا، جب کھجوروں کا وقت آتا تو ہم انتظار میں ہوتے تھے کہ لوگ کب مدینہ شریف کے دروازوں پر کھجوریں لٹکائیں گے، لوگ وہاں کھجوریں لٹکاتے تو ہمیں کھانے کو ملتیں، پانی اور کھجور پہ ہمارا گزارا ہوتا تھا، کبھی کبھی اتفاقاً ہمیں کچھ مل جاتا، (ورنہ عام معمول پانی اور کھجور کا ہی تھا۔) فرماتے ہیں میری کیفیت یہ ہوتی تھی کہ ''وانی لاخر مغشیا علیّ'' میرے اوپر بے ہوشی کے دورے پڑتے، میں بے ہوش ہو کر گر جاتا، کوئی مجھے پیاز سونگھاتا، کوئی یہ سمجھ کر کہ اسے مرگی ہوگئی ہے اپنا جوتا سونگھاتا، فرماتے ''ومابی الاالجوع'' مجھے تو صرف بھوک ہوتی تھی اور کچھ نہیں تھا، صرف حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ یا رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم جب گزرتے تو ہمیں اپنے ساتھ لیجاتے اور کچھ کھلاتے پلاتے، یہ کیفیت ہوتی تھی۔ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایسی ہی کیفیت تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، مجھے ساتھ لیا، آپ کو دودھ کا ایک پیالہ ہدیہ میں ملا، میں بڑا خوش ہوا کہ ابو ہریرہ! آج تیرے مزے ہیں، آج دودھ کا پیالہ ہے اور کوئی (دوسرا حاجت مند) بھی نہیں، آج دودھ کا پیالہ تجھے ہی ملے گا، خوب پیو گے۔'' تو رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ادعُ لی اصحاب الصفه'' اصحاب صفہ کو بلاؤ، میں نے سوچا کہ اب تو سارے اصحاب صفہ آجائیں گے، اب مجھے یہ دودھ کہاں ملتا ہے؟ میں گیا اور سب کو لے آیا، اصحاب صفہ کبھی ساٹھ (۶۰) ہوتے تھے، کبھی اسی (۸۰) اور کبھی سو (۱۰۰) سے اوپر۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: ''اب ان کو پلاؤ!'' میں نے سوچا کہ اب تو یقیناً باری نہیں آئے گی، دودھ کا صرف ایک پیالہ ہے، پلانے والا بھی میں ہوں۔ میں نے پلانا شروع کیا، سب کو پلا دیا، آخر میں دیکھا تو وہ دودھ ویسا کا ویسا بچا ہوا تھا، پھر امام الانبیاء نے فرمایا: ''اب تم پیو!'' پھر میں نے پیا، آپ نے فرمایا: ''پھر پیو!'' میں نے دوبارہ پیا، تیسری مرتبہ فرمایا: ''اور پیو!'' میں نے اور پیا ''حتیٰ تضلّعتُ'' حتیٰ کہ میری کوکھیں بھرنے لگیں، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اب میرے اندر گنجائش نہیں، سب سے آخر میں رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کا جھوٹا نوش فرمایا۔ اندازہ فرمائیں! یہ تھی اصحاب صفہ کی کیفیت۔ کیا انہوں نے ایسے ہی (سہولت اور آسانی سے) علم حاصل کیا؟ (نہیں) تو یہ جو دس سال، بارہ سال مدرسوں میں تپائیوں (کے سامنے اور چٹائیوں) پر بیٹھ

کر پڑھتے اور محنت کرتے ہیں اور روکھی سوکھی کھاتے ہیں ان کو معمولی مت سمجھو! بلکہ یہ ہمارے دین کے محافظ ہیں جو ہمیں عقیدہ اور عمل سمجھاتے ہیں۔کوئی پاکستان کا چیف جسٹس اور ریٹائرڈ جج تمہیں کوئی صحیح عقیدہ نہیں سمجھائے گا، ان کی کتابیں پڑھنے سے تمہیں عقیدہ نہیں آئے گا، اور تاریخ سے عقیدہ نہیں بنایا جائے گا۔اس قسم کے لوگوں کی تفسیریں کھول کے دیکھو! ابھی کھول کے دیکھو! اسرائیلی روایات اور تاریخی باتوں سے بھری ہوئی ہیں، اور تاریخی باتوں کو بنیاد بنا کر وہ صحابہ اور امت کے اشخاص کے بارہ میں عقیدہ قائم کرتے ہیں۔

دو قسم کے اشخاص

امت کے اندر دو قسم کے اشخاص ہیں، [۱] جن کے بارے میں اللہ نے خود فیصلہ فرمایا۔اور جن کے بارے میں اللہ نے فیصلہ فرمادیا ان کے بارے میں کوئی رائے قائم کرنے کا ہمیں سرے سے کوئی حق ہی نہیں ہے۔[۲] اور ایک وہ ہیں جیسے آپ ہم ہیں، جن کے بارہ میں قرآن وحدیث میں کوئی حکم نہیں ہے، ان کے بارے میں ہم رائے قائم کرسکتے ہیں۔صحابہ ﷺ کے بارے میں اللہ نے فیصلہ فرمادیا کہ وہ جنتی ہیں، اللہ ان سے راضی ہے، ان کے لیے مغفرت بھی ہے، اجر عظیم بھی ہے، رضوان بھی ہے، بشارتیں بھی ہیں، ساری چیزیں اس عالم دنیا میں اللہ نے ان کو عطا فرمادیں، ان کے بارے میں ہمیں (اپنی طرف سے) کوئی رائے قائم کرنے کا حق نہیں۔آپ حدیث کی سند دیکھو گے بخاری، ترمذی وغیرہ حدیث کی کتابوں میں جب حدیث کی سند میں کسی بھی راوی کا نام آئے گا تو اس کے احوال سے بحث کی جائے گی، اس کے استاد کا نام کیا ہے؟ یہ کہاں پڑھا ہے؟ اس کے شاگرد کون ہیں؟ اس کی زندگی کہاں گزری ہے؟ پوری تاریخ۔اس کے اندر جرح وتعدیل کا باب ہوتا ہے، دیکھا جاتا ہے کہ یہ راوی مجروح ہے یا عادل ہے، اسکی پوری تحقیق کی جاتی ہے کہ کس طرح کا راوی ہے؟ لیکن روایت کے اندر چلتے چلتے چلتے جب صحابی کا نام آجائے تو ساری کتابیں وہاں خاموش ہوجاتی ہیں، کسی صحابی کے بارے میں کہیں بھی نہیں لکھا کہ یہ مجروح ہے نعوذ باللہ۔ ''الصحابة کلهم عدول'' صحابہ ﷺ سارے کے سارے عادل ہیں۔وہاں کوئی جرح وتعدیل کا باب نہیں، کوئی بحث نہیں، وہاں تو صرف یہ ہے کہ تابعی اگر اتنا بھی کہہ دے کہ مجھے صحابی نے یہ حدیث بیان کی تو نام لینے کی بھی ضرورت نہیں کہ کون سا صحابی ہے، صحابی صحابی ہے جو بھی ہو۔نام کی کیا ضرورت ہے؟ اب وہ حدیث وہ روایت بالکل ٹھیک ہے، امت کو تنقید کا کوئی حق نہیں، کیونکہ ان کے بارے میں اللہ نے فیصلہ فرمادیا۔یہ وہ اشخاص تھے جو رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضان نبوت سے براہِ راست فیض یافتہ تھے۔اللہ کے نبی کے سینے میں جو صفات تھیں، صحابہ میں منتقل ہوئیں، صحابہ حضور کے علوم وصفات کے وارث کامل تھے۔صحابہ میں بھی صفات کامل تھیں، کوئی صدق میں کامل، کوئی عدالت میں کامل، کوئی حیا میں کامل اور کوئی شجاعت میں کامل، کوئی

علم میں کامل۔ ان میں ایمان بھی کامل تھا، علوم نبوت سے بھی فیض یاب ہوئے اور صفات نبوت سے بھی۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے بڑا معجزہ تھا کہ ایسے اشخاص تیار فرمائے جن کی نظیر کوئی پیش نہیں کرسکتا۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کی حضور سے محبت والفت

اسی صلح حدیبیہ میں جب کافروں کی طرف سے عروہ بن مسعود ثقفی آئے تو کفار نے پوچھا کہ اس نبی کا حال کیا تھا؟ اس کی جماعت کا کیا حال تھا؟ عروہ بن مسعود ثقفی رضی اللہ عنہ جو بعد میں مسلمان ہوئے، وہ صحابہ کی جماعت کا نقشہ ایسے بیان کرتے ہیں، فرمایا: ''واللہ لقدریتُ مجالسَ فارس وروم، والله ماریت من احدیعظم اصحابه کما یعظم اصحاب محمدٍ محمداً'' میں نے فارس اور روم کے بادشاہوں کی مجلسیں دیکھی ہیں، لیکن اللہ کی قسم میں کسی رعیت کو اپنے بادشاہ کی ایسے تعظیم وادب کرتے نہیں دیکھا جیسا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اصحاب، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعظیم کرتے ہیں۔ ''واللہ، ان تنخم نخامةًالاوقعت فی کف ید رجل منها، فدلك بها وجهه وجلده'' اللہ کی قسم، اگر محمد کے منہ سے لعاب بھی گرتا ہے تو وہ اسے اپنے ہاتھوں میں لے کر اپنی ہتھیلیوں اور جسم پر ملتے ہیں، ''واذا امر بادروا الیٰ امتثاله'' جب وہ حکم کرتا ہے تو اشارے پر اپنی جانوں کو نچھاور کردیتے ہیں، ''واذا توضأ کادوا یقتتلون علیٰ وضوئه'' اور جب وہ وضو کرتے ہیں تو وضو کے پانی پر جھگڑا شروع ہو جاتا ہے، جسے وضو کا پانی ملتا ہے وہ اسے اپنے جسم پر ملتا ہے۔ اور جسے وضو کا پانی نہیں ملتا وہ اپنے ساتھیوں کے گیلے ہاتھ کے پانی سے ہاتھ ملا کر اپنے جسم پر ملتا ہے، تم اس جماعت کے ساتھ کیا مقابلہ کروگے؟ یہ ایک شخص اسلام لانے سے قبل نقشہ بیان کررہا ہے۔ یہ تھے صحابہ کرام۔

اللہ نے کیا فرمایا ''محمد رسول الله ......الخ'' میرے محبوب کے صحابہ کا ایمان اتنا کامل ہوا کہ ان کی ساری صفتیں اللہ کی رضا کی ہیں، ان کی محبت اللہ کے لیے، ان کا بغض اللہ کے لیے، یہ ایمان کامل کی علامت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، ''من احب لله وابغض لله، واعطیٰ لله ومنع لله، فقد استکمل الایمان'' جس نے اللہ کی خاطر کسی سے محبت کی، اور جس نے اللہ کی رضا کی خاطر کسی سے بغض رکھا، کسی کو دیا تو اللہ کی رضا کی خاطر، کسی سے روکا تو اللہ کی رضا کی خاطر، اس کا ایمان کامل ہے۔ اور یہ صفت کامل طور پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے اندر تھی۔ اللہ تعالیٰ کیا فرماتے ہیں؟ ''یبتغون فضلا من الله ورضوانا'' اللہ کی رضا کے طالب۔

صحابہ جنت کے نہیں اللہ کے طالب تھے

ہمارے حضرت اقدس (قائد اہل سنت وکیل صحابہ مولانا قاضی مظہر حسین) نور اللہ مرقدہ فرماتے

ہیں کہ: ''صحابہ کرام ﷺ طالب جنت نہیں بلکہ طالب خدا تھے۔'' اس لحاظ سے دنیا میں تین قسم کے اشخاص ہوتے ہیں [۱] طالب دنیا، [۲] طالب جنت [۳] طالب خدا۔

ہمارے سندھ میں ہمارے پڑوس میں ایک بزرگ تھے شاہ عبدالکریم رحمۃ اللہ علیہ، اپنے زمانہ کے بہت بڑے بزرگ تھے، پیدائشی ولی اللہ تھے، فرماتے ہیں کہ: ''اللہ جل شانہ انسان کے دل میں دنیا کی طلب پیدا کرتے ہیں، اگر وہ اس پر بس کرتا ہے تو اللہ اسے وہ عطا کر دیتا ہے، اگر وہ اس پر بس نہیں کرتا بلکہ اور چیز طلب کرتا ہے تو اللہ اس کے دل میں آخرت اور جنت کی طلب ڈال دیتے ہیں، اگر اس پہ کفایت کرتا ہے تو اللہ اس پہ راضی رکھتا ہے، اور اگر اس پہ بھی کفایت نہیں کرتا تو پھر اللہ اپنی ذات کو اس کے سامنے کر دیتے ہیں، اپنی ذات کا مشاہدہ خاص اسے نصیب کر دیتے ہیں۔

طالب خدا کو دیدار جلوۂ الٰہی

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہ ابن فارس رحمہ اللہ کا ایک واقعہ لکھتے ہیں کہ: جب حضرت ابن فارس رحمہ اللہ کے وصال کا وقت آیا، جس طرح مومن کے سامنے کوئی منظر پیش کیا جاتا ہے، جیسا کہ احادیث میں بھی ہے، ایک خوشنما منظر ان کے سامنے بھی پیش ہوا تو ان کی زبان سے اس قسم کا ایک شعر نکلا ''یارب ان كانت منزلتي عندك ماقد رايتُ فقد ضيعتُ ...... ''

یااللہ! اگر میری زندگی، عبادت کا خلاصہ یہ جنت تھا تو میرے دن تو ضائع ہو گئے، میں نے تو تیری رضا کے لیے عبادت کی تھی، جنت کے لیے تو نہیں کی تھی۔ وہ (خوشنما منظر) غائب ہو گیا، اور اللہ نے اپنی ذات کا جلوہ اس کے سامنے کیا اسی میں اس کی وفات ہو گئی۔ تو جو جنت پہ راضی نہ ہو اللہ اسے اپنے جلوے نصیب فرماتا ہے، جو اللہ اپنے خاص بندوں کو عطا فرماتا ہے۔

تو حضرت (قاضی صاحب) نے فرمایا کہ صحابہ کرام اللہ کی ذات کے طالب تھے، اللہ فرماتے ہیں ''**يريدون وجهه**'' میرے محبوب کے صحابہ اللہ کی ذات اور اس کی رضا کے طالب تھے۔ دنیا کی کوئی غرض نہ تھی۔

اللہ فرماتے ہیں ''اشداء على الكفار'' کفار پہ سخت، ''رحماء بينهم'' 'آپس میں رحم دل، ان کی محبت بھی اللہ کے لیے، ان کا بغض بھی اللہ کے لیے، ایک مقام پر جناب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ان کے بیٹے عبدالرحمٰن نے کہا اس وقت ابھی وہ مسلمان نہیں ہوا تھا کہنے لگا: ''اے میرے باپ! میدان جنگ میں آپ میری تلوار کی زد میں آ گئے، میں نے دل میں سوچا کہ میرا باپ ہے، میں نے تلوار ہٹا دی۔'' جناب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: ''تم نے تو ہٹا دی، لیکن اگر تم میری تلوار کی زد میں آتے تو میں یہ نہ دیکھتا کہ یہ میرا بیٹا ہے، میں تو بس یہ سوچتا کہ اللہ اور اس کے رسول کا دشمن ہے، اور تیرا سر قلم کر دیتا۔'' صحابہ

رضوان اللہ علیہم اجمعین کی دوستی بھی اللہ کی رضا کے لیے تھی اور دشمنی بھی اللہ کی رضا کے لیے۔

صحابہ کی محبت سمجھانا بھی ایمان کا جز اور حصہ ہے

ہم سنی آج اپنا سبق بھول گئے، آج حالت کیا ہے؟ میں صرف ایک واقعہ آپ کو بتلاتا ہوں، ہم غافل نہ ہوں، ہمارے شاہ کریم (حیدر آباد کی تحصیل) میں یہ واقعہ ابھی پیش آیا ہے، وہاں ایک سکول کا ٹیچر (استاد) ہے، اس کے سبق کے دوران حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے حالات آئے، جب اس نے وہ مقام پڑھانا شروع کیا تو سب بچوں نے کہا کہ ہم یہ سبق نہیں پڑھیں گے، استاد نے پوچھا کیوں نہیں پڑھو گے؟ انہوں نے بتایا کہ ہمیں اور تو کچھ نہیں پتا، بس اتنا معلوم ہے کہ ہمارے باپ دادا اور دوسرے رشتہ دار جمعہ کے دن ہمیں پیسے دے کر گھر سے باہر گلیوں بازاروں میں جلوس کی شکل میں بھیجتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بازار میں جا کر صدیق اکبر کو گالیاں دو! (استغفر اللہ۔) اس لیے کہ وہ دین کا دشمن، اسلام کا دشمن، نبی کا اور اہل بیت کا دشمن ہے، باہر جا کر اسے گالیاں دو! (نعوذ باللہ) تو جو نبی کا، اہل بیت کا، اور اسلام کا اتنا بڑا دشمن ہو اس کا سبق ہم کیسے پڑھیں گے؟ اب اندازہ کریں کہ دشمن اسلام اپنے بچوں کی کیا تربیت کرتا ہے؟ ہم نے اپنے بچوں کو کبھی صحابہ کی محبت سکھائی ہے؟ ہم کتنے غافل ہیں؟ اور جو بنیاد ایمان ہیں، ہمیں اسلام کس کے ذریعہ ملا؟ (صحابہ کے ذریعے) قرآن کس کے ذریعے ملا؟ (صحابہ کے ذریعے) صحابہ کا واسطہ درمیان سے نکال دو تو ہمارے پاس بچے گا کیا؟ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا علم و عمل، سیرت و صورت ہمیں کس نے سمجھائی؟ (صحابہ نے) سب کچھ صحابہ نے دیکھا، اور امت تک پہنچایا۔ وہ عاملین بھی ہیں اور امت کے ناقلین اور مبلغین بھی ہیں جنہوں نے رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم سے علوم اور عمل لے کر امت تک پہنچایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز پڑھ کر ہمیں دکھلائی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وضو کر کے ہمیں دکھایا، امت کو صرف علمی نہیں بلکہ عملی تعلیم کر کے پورے دین کے احکام ہمیں سمجھائے، وہ دین کے مبلغ تھے ہم ان کی محبت اپنے بیٹوں کو کیوں نہ سمجھائیں؟ ہم صحابہ کی محبت اور ان کا مقام سمجھانا اپنے ایمان کا حصہ اور جز سمجھتے ہیں، جب دشمنوں کا یہ حال ہے تو ہم کیوں نہ سمجھائیں؟ کہ جناب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا مقام کیا تھا؟ شیخین کا مقام کیا تھا؟ دشمن کب سے شروع ہے!

اہل السنۃ والجماعۃ کی تین علامتیں

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اہل السنۃ والجماعۃ کی تین علامتیں ہیں، [۱] ''ان نفضل الشیخین'' سب سے پہلی علامت: شیخین یعنی حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو امت میں سب سے افضل سمجھنا، [۲] ''وان نحب الختنین'' دوسری

علامت: رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے دو داماد حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ، شیر خدا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ سے محبت کرنا، [۳]''وان نری المسح علی الخفین'' تیسری علامت: موزوں پر مسح کرنا، ہم حنفی ہیں اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مقلد ہیں۔ موزوں پر مسح والی سنت تبلیغ والوں نے زندہ کی ہوئی ہے، علماء نے زندہ نہیں کی۔ اور بھی کتنی سنتیں انہوں نے زندہ کی ہوئی ہیں، ان کی برکت سے ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کتنی سنتیں نصیب ہوئیں، ہم صرف سنتیں پڑھاتے ہیں، کرتے کچھ نہیں ہیں اور یہ اللہ کے بندے جو بستر لے کر پھرتے ہیں ہمیں اپنے عمل سے وہ سنتیں سکھلاتے ہیں۔ یہ تین چیزیں جس کے اندر ہوں وہ اہل السنۃ والجماعۃ ہے۔

شیخین سے دشمنی کا انجام

حضرت ابن ضغم رحمہ اللہ کا واقعہ شیخ عبدالعزیز مکی رحمہ اللہ نے لکھا کہ وہ جب بھی حج کے بعد روضہ مبارک پر جاتے تو روضہ مبارک پر سلام پیش کرنے کے بعد حضرات شیــخیــن کے مزاروں پر کھڑے ہوکر سلام پیش کرتے، ایک دن ایک رافضی نے دیکھ لیا، اسے برا لگا، اس نے شیخ سے کہا کہ آپ کو میری دعوت ہے، دعوت کے بہانے حضرت ابن ضغم رحمہ اللہ کو گھر لے گیا، وہاں جا کے کہا کہ جس زبان سے تم نے شیخین کو سلام پیش کیا وہ زبان تو مجھے دکھاؤ! حضرت ابن ضغم نے سوچا کہ محبت سے کہہ رہا ہے، شاید زبان کو بوسہ دے گا یا دیکھے گا اسے خوشی ہوگی، انہوں نے زبان نکالی تو اس رافضی نے ان کی زبان پکڑ کر چھری سے کاٹ دی، یہ سچا اور پکا واقعہ ہے۔ (صرف اسی پر بس نہیں) پھر زبان ان کے ہاتھ پر رکھ کر اس رافضی نے کہا یہ زبان لے کر جاؤ اور اپنے شیــخیــن کو کہو کہ تمہاری یہ زبان ٹھیک کر دیں! لے جاؤ ان کے پاس! وہ روتے ہوئے زبان لے کر روضہ مبارک کے سامنے حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! اے نبی کے ساتھی صدیق وفاروق! آپ کی محبت میں دشمن نے میرا یہ حال کیا ہے! جب سوئے تو خواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی، دیکھتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں حضرت صدیق اکبر اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہما دونوں موجود ہیں اور پریشان ہیں، حاضر ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا مسئلہ ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ آپ کی اور شیــخیــن کی محبت کی وجہ سے دشمن نے میری زبان کاٹ دی ہے، آپ نے فرمایا ادھر لاؤ! وہ زبان لائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زبان اٹھا کر ان کے منہ میں رکھی، صبح اٹھے تو بالکل شفایاب تھے، دوسرے سال جب حج پر گئے اسی طرح صلوٰۃ وسلام پڑھا، شیــخیــن کے مزاروں پر حاضری دی، ایک شخص آیا اور دعوت دی، آپ اللہ کے ولی تھے، اس کے گھر چلے گئے، اس نے پوچھا کہ پچھلے سال شیــخیــن کو سلام پیش کرنے والے ایک شخص کی کسی نے زبان کاٹ دی تھی وہ آپ تھے؟ انہوں نے فرمایا:

ہاں وہ میں ہی تھا، بڑی خاطر تواضع کی، کھانا وغیرہ کھلایا، اور پوچھا کہ پھر کیا ہوا؟ آپ نے قصہ سنادیا کہ خواب میں نبی کریم نے زبان منہ میں رکھی، جب اٹھا تو ٹھیک تھی، اس نے کہا ادھر آئیں! جب گئے تو دیکھا کہ ایک بندر بندھا ہوا تھا، اس نے کہا کہ جس نے آپ کی زبان کاٹی تھی وہ میرا باپ تھا، اللہ نے اسے یہ سزا دی ہے کہ بندر بنادیا ہے۔ جو شیخین سے دشمنی رکھے اس کا یہ حال ہوتا ہے، اللہ ان کے چہروں کو مسخ کردیتا ہے، اور اگر تم نے مسخ شدہ چہرے دیکھنے ہوں تو ایران میں جا کر دیکھ لو! ہزاروں چہرے تجھے مسخ نظر آئیں گے، جن کے سینے میں صحابہ کی دشمنی ہے ان کے چہرے پر کبھی نور ہو ہی نہیں سکتا۔

اللہ نے رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم صحابہ کے سینوں سے گزار کر امت تک پہنچائے، قرآن کا علم بھی صحابہ کے سینے سے ہو کر امت تک پہنچا ہے، جو صحابہ کے ایمان کا منکر ہے، اس تک قرآن کا علم اور نبی کا فیض کبھی نہیں پہنچ سکتا، جو واسطہ کا منکر ہے اس تک ایمان اور معرفت کا نور کبھی نہیں پہنچ سکتا، اس کو براہِ راست ملے گا؟ بھئی! یہ تو صحابہ کے صدقے ہمیں ملا ہے۔

رافضیوں کو حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ کا چیلنج

ہمارے اس دور کی ایک بہت بڑی ہستی جو آج ہم میں نہیں ہے، جسے ہم وکیل احناف کہتے تھے، مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی نور اللہ مرقدہ۔ بہت بڑے مقام کے آدمی تھے اور ہمارے حضرت نور اللہ مرقدہ کے مرید تھے، ان کی باتیں بڑی عجیب تھیں، ایک رافضی سے ان کا مناظرہ ہوا، تو حضرت نے باتوں باتوں وہاں پر یہ چیلنج کیا کہ تم اپنے مذہب کا کوئی ایک حافظ قرآن تو پیش کردو جسے قرآن یاد ہو تو میں رافضی بننے کے لیے تیار ہوں، صرف ایک حافظ لے آؤ۔ میرا دعویٰ ہے کہ جو صحابہ کو نہیں مانتا، قرآن کا علم، قرآن کا نور، حدیث کا علم اور حدیث کا نور اس کو کبھی نہیں نصیب ہوسکتا، نہ حافظ بن سکتا ہے نہ عالم، ورنہ کوئی ایک پیش کرو! انہوں نے کہا یہ کوئی بڑی بات نہیں، ٹھیک ہے ہم حافظ پیش کریں گے۔ انہوں نے سنیوں کی خدمات حاصل کرنا شروع کردیں، کیونکہ ان کے اندر تو کوئی حافظ ہے ہی نہیں، ایک سنی بچہ تیار کیا، اسے کہا کہ ہم تمہیں اتنے پیسے دیں گے، حافظ تو تم ہو ہی، صرف مجلس میں اتنا کہہ دینا کہ میں شیعہ ہوں، میں رافضی ہوں، بس، ہمارا کام ہو جائے گا۔ اس بچے نے بھی کہا ٹھیک ہے، یہ کوئی بڑی بات نہیں، وہ حافظ تو تھا۔ جب مجلس منعقد ہوئی، مناظرہ ہوا تو اس بچے کو پیش کیا گیا، حضرت نے اپنا دعویٰ دہرایا، اس بچے کو پیش کیا گیا کہ یہ ہمارے اندر حافظ قرآن ہے۔ حضرت نے اس بچے سے پہلے پوچھا کہ: ''تم شیعہ ہو؟'' اس نے کہا جی! میں شیعہ ہوں، حضرت نے فرمایا اب قرآن پڑھو! اس لفظ کے کہنے سے کہ ''میں شیعہ ہوں'' اللہ نے اس کے سینے سے قرآن مٹادیا، اب اسے کچھ بھی یاد نہ رہا، سب نے کہا کہ پڑھو! لیکن وہ نہیں پڑھ سکتا، اسے ایک آیت بھی یاد نہیں

رہی، حضرت نے فرمایا کہ تم صرف ایک آیت سنادو! ۔ اللہ نے اس کے سینے سے قرآن نکال لیا۔ یادرکھو! جس کے سینے میں صحابہ کی دشمنی ہو اسے نہ نورِ ایمان مل سکتا ہے اور نہ علم کی رونقیں اسے نصیب ہوسکتی ہیں، نہ ہی قرآن کا حفظ اسے مل سکتا ہے۔ یہ اللہ نے صرف سینوں کو عطا کیا ہے۔

میں نے کہا الحمدللہ، اللہ کا شکر ہے کہ ہمارے گاؤں میں سارے ''سومرو'' ہیں، لیکن ہمارے گاؤں میں اس وقت ساٹھ (۶۰) سے زیادہ آپ کو عالم ملیں گے، تین سو (۳۰۰) سے زائد بچیاں اور چار سو (۴۰۰) سے زائد بچے قرآن کے حافظ ہیں۔ دس ہزار کی آبادی ہے۔ صرف ایک گاؤں میں اتنے حافظ حافظات اور عالم ہیں، میں نے اپنے علاقے کی بات کی کہ تم حیدرآباد سے لے کر سجاول تک کسی اور عقیدہ کا ایک بھی عالم لاکر دکھاؤ! کوئی ایک بھی نہیں پیش کرسکا۔ اللہ جل شانہ نے علماء دیوبند کے ذریعہ اور ان کی برکت سے ہمیں یہ شان عطا فرمائی، علماء دیوبند نے ہمیں جو راستہ دیا، عقیدہ، علم اور عمل بتلایا ہم اسے صراط مستقیم سمجھتے ہیں، انہی کے ذریعے سے ہمیں علم وعمل ملا، انہی کے ذریعہ سے ہمیں عقیدہ ملا۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کا دفاع نہ کرنے والے عالم پر خدا اور تمام مخلوق کی لعنت

آخر میں ایک حدیث پر اختتام کرتے ہیں، حدیث جسے حضرت مجدد الف ثانی نے بیان کیا، حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے جن کو پوری دنیا مجدد مانتی ہے، اور ان کے مجدد ہونے میں کسی کو شبہ ہی نہیں، ان کا نام ہی ''مجدد الف ثانی'' ہے، اپنے مکتوبات میں بار بار یہ حدیث ذکر فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اذا رئیتم الفتن والبدع وسبت اصحابی، فلیظھر العالم علمه ومن لم یفعل فعلیه لعنة الله والملئکة والناس اجمعین، لایقبل الله عدلا ولا صرفا'' جب آپ فتنوں کو دیکھو، اور بدعتیں شروع ہوجائیں اور لوگ میرے صحابہ کو گالیاں دینے لگیں، معاذ اللہ، تو ''فلیظھر العالم علمه'' علماء کو چاہیے کہ اپنے علم کا اظہار کریں، اپنے علم سے ان کے جوابات دیں، اپنے علم کے اندر نکھار پیدا کریں، اور منہ توڑ بھرپور جواب دیں۔ ''ومن لم یفعل'' اور جس نے ایسا نہیں کیا ''فعلیه لعنة الله'' اس پر اللہ کی لعنت، ملائکہ کی لعنت، تمام انسانوں کی لعنت، اللہ اس کے فرائض ونوافل کچھ بھی قبول نہ کرے گا۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کے مکتوبات میں ایک جگہ نہیں بار بار یہ حدیث ہے، وہاں دیکھ لینا۔ حوالہ کے ذمہ دار حضرت خود ہیں، حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ نے لکھی ہے، ہم اسے نقل کرتے ہیں، اب آپ اس سے اندازہ کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح عقیدہ اور عمل سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم۔

☆......☆......☆......☆

مولانا منیر احمد منوّر مدظلہ

امام اہل سنت......یعنی......ترجمان دیوبند

انگریز نے اپنی عیاری، مکاری اور پرفریب چال بازی کے ذریعہ لیلائے اقتدار کے پجاری اور مال وزر کے بھکاری ضمیر فروش مسلمانوں کو استعمال کر کے برصغیر پر غاصبانہ قبضہ کیا۔ قبضہ کر کے جہاں اس نے مدارس اسلامیہ کے نظام کو درہم برہم کیا اور علماء کے وقار کو مجروح کرنے کے لئے ہر حربہ استعمال کیا وہاں مسلمانوں کے دین وایمان کو لوٹنے اور ان کو عیسائی بنانے کے لئے عیسائی مشنریوں اور پادریوں کو بھی اس پروگرام پر لگایا اور ہندوستان جو سونے کی چڑیا تھی اس کو بھی نوچ نوچ کر نیم جان کر دیا۔ ان حالات میں تحریک آزادی یا جہاد آزادی کا آغاز ہوا۔ انگریزی حکومت جہاد آزادی کو کچلنے کے لئے جس قدر مظالم کو کچلتی گئی اس قدر تحریک آزادی زور پکڑتی گئی بالآخر انگریزی حکومت نے تحریک آزادی کو ناکام کرنے کے لئے کچھ زرخرید شخصوں کے ذریعہ نئے فرقے پیدا کر کے مسلمانوں کو آپس میں لڑانے اور ان کی قوت کو تقسیم کرنے اور ان کی توجہ کو جہاد آزادی سے ہٹا کر مذہبی لڑائیوں کی طرف لگانے کا پروگرام ترتیب دیا۔ پہلے برٹش حکومت نے آزادی مذہب کا قانون جاری کر کے ان نئے فرقوں کو قانونی تحفظ فراہم کیا پھر نئے فرقے جاری کیے۔ چنانچہ قادیانیت، بریلویت، غیر مقلدیت وغیرہ نئے فرقے انگریزی حکومت کی منحوس سوغات ہے جو وہ مسلمانان ہند کو دیکر گیا اور وہ ابھی تک اس کی سزا بھگت رہے ہیں اور آپس میں دست وگریباں ہیں۔

علماء دیوبند کی جامعیت:

اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص توفیق سے ان مشکل ترین حالات میں علماء دیوبند سے باطل کے ان سب محاذوں پر کام لیا انگریزی اقتدار کے خاتمہ کے لئے تحریک آزادی یہ ایک مستقل میدان تھا جس کی قیادت اسیر مالٹا حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی رحمہ اللہ تعالیٰ اور شیخ الاسلام مولانا السید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کر رہے تھے اور ساتھ ہی باطل فرقوں میں سے قادیانیت، بریلویت، غیر مقلدیت، رافضیت، عیسائیت کے پانچوں مذہبی جفادریوں کا مقابلہ بھی کر رہے تھے نہ تحریک آزادی مذہبی کام میں رکاوٹ بنی اور نہ مذہبی کام تحریک آزادی میں رکاوٹ بنا۔ باطل کے ان سب محاذوں پر علماء دیوبند نے علمی، عملی کارنامے انجام دیئے جو تاریخ اسلام کا روشن ترین باب ہے۔ انگریز کے ایک خودکاشتہ پودے نے جب انگریز کی نمک خواری کا حق ادا

کرتے ہوئے دس سوالات پر مشتمل اشتہار لاکھوں کی تعداد میں چھپوا کر اور چیلنج بازی کے اسٹیج گرما کر مجاہدین آزادی کے راستہ میں کانٹے بچھانے اور رکاوٹیں ڈالنے کا فریضہ سرانجام دیا تو اس وقت کی تحریک آزادی کے قائد جہاد آزادی کے علم بردار اسیر مالٹا شیخ الہند محمود حسن دیوبندی کے جذبہ حریت نے ایک طرف تحریک آزادی کو جاری رکھا تو دوسری طرف ان کی غیرت ایمانی اور دفاع دین کے جذبہ نے عملی میدان میں انگریز کے اس خود کاشتہ پودے کے چیلنج کو بھی قبول کیا اس سلسلہ میں حضرت شیخ الہندؒ خود فرماتے ہیں :

''اضعف العباد محمود حسن دیوبندی اپنے دینی بھائیوں کی خدمت میں ملتمس ہے کہ کچھ عرصہ ہوا مولوی محمد حسین انبالوی نے ایک اشتہار جس کی نقل ذیل میں درج کی جاتی ہے جو مشتمل بر چند مسائل مختلف فیہ مطبع سفیر ہندوستان امرتسر میں اس مضمون کو چھپوا کر مشتہر کر دیا کہ جو آدمی ان کا جواب دیگا اسے ہر ایک مسئلہ کے جواب کے عوض دس دس روپیہ انعام دیے جاویں گے جو ہمارے مطالعہ سے بھی گذرا......نیز کہتے ہیں جناب من! اب تک ہم بوجہ بے تعصبی کے خاموش رہے آپ نے میدان سنسان دیکھ کر ہاتھ پاؤں ہلانے شروع کر دیئے اب کی چھیڑ کی نوبت یہاں تک پہنچی کہ اشتہار بھی شائع ہو گئے جو دیوبند آنے والوں کے ذریعہ یہاں پہنچے اس فتنہ انگریزی پر کوئی کہاں تک خاموش رہے اس لئے سر دست کچھ نہ کچھ ہم بھی عرض کرتے ہیں اس کے بعد بھی اگر آپ ہاتھ پاؤں ماریں گے تو پھر ہم بھی انشاء اللہ تعالیٰ ہاتھ دکھائیں گے۔ ورنہ ہم خود اہل اسلام کے نزاع فی مابین کو پسند نہیں کرتے (دیباچہ ادلہ کاملہ ص ۵)''

چنانچہ آپ نے فقہ اور فقہاء کے خلاف اٹھائے جانے والے اس فتنہ کا تعاقب سب سے پہلے رسالہ ''ادلہ کاملہ'' لکھ کر کیا۔ فقہ دشمن عناصر میں سے ایک بدقسمت و منحوس شخص مولوی محمد احسن امروہی نے ادلہ کاملہ کا جواب لکھا مصباح الادلہ (یہ شخص بعد میں مرزائی ہو گیا اور مرزے قادیانی کے چند نامزد اور نامور مفتیوں میں شمار ہوا) حضرت شیخ الہند نے اس کا جواب الجواب لکھا ''ایضاح الادلہ'' جس کا آج تک فقہ دشمن فرقہ جواب نہیں دے سکا حضرت شیخ الہند کا جذبہ حریت اور دفاع دین کا جذبہ دراصل عکس و پرتو ہے ان کے استاد و مربی قطب الاقطاب، فقیہ امت حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے جذبہ حریت اور جذبہ دفاع دین کا۔ حضرت گنگوہیؒ ایک طرف تو انگریز کے خلاف عملاً جہاد میں حصہ لے رہے ہیں دوسری طرف تصنیفی مصروفیت کے ساتھ ساتھ تحریراً و تقریراً دفاع دین کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں آپ نے فقہ دشمن فرقہ کے بارے میں جو قلمی کام کیا ہمارے رفیق محترم سید مشتاق علی شاہ نے جمع کر کے مجموعہ رسائل گنگوہی کے نام سے شائع کر دیا ہے اور حضرت کا انداز تدریسی بھی ایسا تھا جس میں دفاع دین کی قوۃ و صلاحیت بھی پیدا ہوتی تھی اور عملا دفاع دین کا جذبہ بھی ابھرتا تھا۔ اس سلسلہ میں مولانا مناظر احسن گیلانیؒ رقم طراز ہیں:

''اہلحدیث کا جو نیا فرقہ ہندوستان میں اٹھ کھڑا ہوا تھا اور حنفی مذہب کے متعلق یہ شہرت دینے لگا تھا کہ کلیۃً رسول اللہ ﷺ کی حدیثوں کے خلاف ہے، امام ابوحنیفہؒ نے اپنے ذاتی قیاسات سے اسلامی شریعت کا ایک مستقل نظام قائم کر دیا تھا اس مغالطہ کے ازالہ کے لئے اکابر دیوبند میں سب سے پہلے حضرت مولانا گنگوہیؒ نے حدیث کے درس میں اس التزام کا اضافہ کیا کہ حنفی مذہب کے جن مسائل کے متعلق فرقہ اہلحدیث نے مشہور کر رکھا تھا کہ صریح حدیثوں کے وہ مخالف ہیں ان کے اس الزام کا سنجیدگی کے ساتھ جواب دیا جائے دارالعلوم دیوبند میں دورۂ حدیث کے ساتھ اس التزام کو باقی رکھا گیا اور بحمد اللہ اب تک اس کا سلسلہ جاری ہے اگرچہ وہ محاذ جو اہلحدیث طبقہ نے قائم کیا تھا، تقریباً ٹوٹ پھوٹ کر ختم ہو چکا ہے، لیکن مبادا پھر یہ فتنہ سر اٹھائے، دارالعلوم میں اب تک تر و تازہ حالت میں درس حدیث کا یہ التزام زندہ و پائندہ ہے اور جہاں تک میرا خیال ہے اس کو اسی طرح جاری رکھنا چاہئے کہ اس سے جامد تقلید کی تہمت کا ازالہ بھی ہوتا رہتا ہے اور ایک حنفی اپنے مسلک پر علمی بصیرت کے ساتھ قائم رہتا ہے۔ (احاطہ دارالعلوم میں بیتے ہوئے دن ص ۶۹، ۷۰)''

اسی طرح حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی اپنے مختلف رسائل کے ذریعہ فقہ دشمن فرقہ کی طرف سے فقہ حنفی کے بارے میں پھیلائے گئے شبہات کا عقلی و نقلی دلائل کے ساتھ ازالہ کیا ہے۔ اسی طرح حضرت گنگوہی اور حضرت نانوتوی رحمہما اللہ تعالیٰ نے رد رفض پر بھی لاجواب کتب تصنیف فرمائی ہیں۔ حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ نے رضاخانی فرقہ کی طرف سے پھیلائے گئے غلط عقائد و مسائل اور غلط فہمیوں کا خالص علمی انداز میں ازالہ کیا ہے حتیٰ کہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے بھی اپنے متعدد رسائل میں فرق باطلہ کے شکوک و شبہات کے وقیع و مدلل جوابات دیئے ہیں مسئلہ تقلید پر حضرت کا رسالہ '' الکلام الفرید فی التزام التقلید'' اور ''الاقتصاد فی التقلید و الاجتہاد'' بے مثال ہیں حضرت کے ملفوظات و مواعظ میں جو مواد ہے وہ اس کے علاوہ ہے۔ دارالعلوم دیوبند میں حضرت مولانا مرتضیٰ حسن چاندپوری کا تقرر اسی مقصد کے لئے تھا کہ وہ فرق باطلہ کے مقابلہ میں دفاع حق اور دفاع دین کا کام کر کے سب کی طرف سے فرض ادا کریں۔ ہمارے یہ سب اکابرین نہایت اعلیٰ درجہ کے کامیاب اور بے مثال مدرس بھی تھے اور ہر ایک کا خانقاہی سلسلہ بھی تھا۔ اس کے باوجود دفاع دین کے کام میں پیش پیش رہے سلسلہ تدریس یا خانقاہی نظام ان کے تدریس کے کام میں قطعاً رکاوٹ نہیں بنتا تھا بلکہ کافی حد تک معاون ثابت ہوتا کیونکہ دفاع دین کا کام کرنے والے میں جتنی علمی اور روحانی نسبت پختہ ہوتی ہے اتنا ہی دفاع دین کا کام مضبوط اور پختہ ہوتا ہے۔

علماء دیوبند اور دفاع دین:

مدارس اسلامیہ اور خانقاہوں کی اس جامع تعلیم وتربیت کے نتیجہ میں ماضی قریب میں دفاع دین کے لئے امت کو جو اولوالعزم علماء کرام نصیب ہوئے اور انہوں نے اپنے اپنے ذوق اور شرح صدر کے مطابق جس محاذ پر دفاع دین کا فریضہ انجام دیا اس کی ہلکی سی جھلک ذیل میں ملاحظہ کیجئے۔

قادیانیت: امیر شریعت عطاء اللہ شاہ بخاری، (رئیس المناظرین مولانا کرم الدین دبیر، مدیر) قاضی احسان احمد شجاع آبادی، فاتح قادیان مولانا محمد حیات، مجاہد ملت امام المتکلمین مولانا محمد علی صاحب جالندھری، مولانا لال حسین اختر، مولانا عبدالرحیم اشعر، مولانا تاج محمود، مولانا منظور احمد چنیوٹی رحمہم اللہ مولانا عزیز الرحمان جالندھری، مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی۔

رافضیت: مولانا عبدالشکور لکھنویؒ، مولانا السید احمد شاہ بخاری چوکیرویؒ، (رئیس المناظرین مولانا کرم الدین دبیرؒ) مولانا عبدالستار تونسوی مدظلہ، مولانا دوست محمد قریشیؒ، مولانا اللہ یار چکڑالویؒ، مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ، السید نور الحسن بخاریؒ، مولانا حق نواز جھنگویؒ، مولانا علی شیر حیدریؒ، مولانا ضیاء الرحمان فاروقیؒ۔

غیر مقلدیت: حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ، مولانا حبیب الرحمان اعظمیؒ، حضرت مولانا السید محمد اسعد مدنیؒ، حضرت مولانا محمد امین صفدرؒ، حضرت مولانا ابوبکر غازی پوری مدظلہ، حضرت مولانا حبیب اللہ ڈیرویؒ، حضرت مولانا مفتی محمد انور مدظلہ [خیر المدارس ملتان]، مولانا محمد الیاس گھمن مدظلہ، مولانا عبدالحق خان بشیر مدظلہ، مولانا عبدالباقی صاحب چیچہ وطنی، مولانا عبدالغفار ذہبی صاحب، مولانا عبداللہ عابد وڑائچ صاحب، مولانا اسماعیل محمدی صاحب۔

بریلویت: مولانا محمد منظور لکھنویؒ، مولانا قائم الدین علی پوریؒ، مولانا ضیاء القاسمیؒ، مولانا عبدالکریم ندیم مدظلہ، مولانا محمد رمضان نعمانی [احمد پور شرقیہ]، مولانا منیر اختر [جہانیاں]، مولانا رب نواز حنفی [کراچی]، مولانا حماد [لاہور]۔

مودودیت: بطل حریت حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ، حضرت مولانا قاضی مظہر حسینؒ، حضرت مولانا قاضی عبداللطیف جہلمیؒ، حضرت مولانا بشیر احمد حصاروی مدظلہ [رحیم یار خان]،

جدید معتزلہ یعنی مماتیت:

رئیس المناظرین حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑویؒ، حضرت مولانا نور محمد تونسوی مدظلہ، حضرت مولانا قاضی زاہد الحسینیؒ، حضرت مولانا ارشد الحسینی مدظلہ، حضرت مولانا عبدالحق خان بشیر، حضرت مولانا محمد مکی مدظلہ [علی پور]، حضرت مولانا محمود عالم صفدر، ان کے علاوہ بھی باطل کے جتنے محاذ ہیں ان سب پر دارالعلوم

دیوبند کے سپوت کام کررہے ہیں۔ان میں سے ہرایک قابل قدر قیمتی ہیرا ہے۔اوران کی مثال ایک مشین کی طرح ہے جومختلف پرزوں سے بنتی اورچلتی ہے اس مشین کے چلنے میں ہر پرزہ اپنی جگہ ضروری ہے ہر پرزہ مشین کے چلنے میں معاون ہوتا ہے رکاوٹ نہیں بنتا اسی طرح دفاع دین کے یہ سب کل پرزے ہیں سب کا وجود اپنی اپنی جگہ ضروری ہے باطل کا کوئی محاذ بھی ایسا نہیں جس کو نظرانداز کیا جاسکے اس لئے ہم عملا کام کریں اس محاذ پر جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے شرح صدر کردیا ہے لیکن دوسروں کے لئے معاون اور مؤید بن کر رہیں یہی کامیابی کا راستہ ہے۔

چند جامع شخصیات:

علماء دیوبند میں ایک ایک محاذ پر کام کرنے والی شخصیات تو بہت ہیں لیکن کچھ ایسی شخصیات بھی ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے ہمہ جہتی دین کا کام لیا ہے انہوں نے باطل کے ہرمحاذ پر دفاع دین کا فریضہ انجام دیتے ہوئے اہل باطل سے چومکھی لڑائی لڑی ہے ماضی قریب کی ان جامع شخصیات میں سے چار شخصیات بہت ہی نمایاں اور سرفہرست ہیں۔

(۱):استاذالمناظرین رئیس المحققین حضرت مولانا امین صفدراوکاڑویؒ اگرچہ آپ کی دفاع دین کی صلاحیتوں کا اصل ہدف ''فقہ اورفقہاء پر اعتماد کی محنت'' اور ''فقہاء کی تحقیقات کی روشنی میں دین فہمی'' رہا ہے بلاشبہ آپ نے اس میدان میں ''فقہ اورفقہاء پر اعتماد'' کر کے نہ صرف یہ کہ ہزاروں مسلمانوں کو ''بغض فقہ و فقہاء'' کی لعنت سے محفوظ کیا بلکہ عظمت فقہ اور تقدس فقہاء کے اتنے محافظ پیدا کیے ہیں کہ الحمد للہ ہر جگہ فقہ کا دفاع کرنے والے افراد موجود ہیں، تاہم اللہ تعالیٰ نے آپ کو نئے پرانے فتنوں کے مقابلہ کی بے پناہ صلاحیتوں سے نوازا تھا آپ نے باطل کے ہرمحاذ پر احقاق حق اور ابطال باطل کا حق ادا کیا ہے۔آپ کا تحریری کام تو زیادہ تر غیر مقلدیت پر ہے باقی باطل فرقوں کے مقابلہ میں قلمی کام کم ہے تقریر ومناظرہ کی صورت میں بہت زیادہ ہے آپ کا سب سے بڑا کارنامہ ہر باطل فرقہ کے مقابلہ میں رجال کا پیدا کرنے کا ہے۔ایک موقع پر فرمایا میرا اصل موضوع تو ردقادیانیت اور عیسائیت تھا مگر حضرت شیخ الحدیث مولانا سرفراز خان صفدرؒ اور علامہ خالد محمود صاحب اور حضرت مولانا بشیر احمد پسروری اور شیخ الحدیث مولانا عبداللہ صاحب رائپوری نے مجھے ردغیر مقلدیت پر لگایا ہے۔

(۲):دارالعلوم دیوبند کے فاضل اور شیخ الاسلام حضرت مولانا السید حسین احمد مدنی کے تلمیذ خاص ماہر علوم عقلیہ ونقلیہ رازی زمان حضرت علامہ خالد محمود صاحب دامت برکاتہم العالیہ اللہ تعالیٰ آپ کو صحت اور عافیت

کے ساتھ تادیر سلامت رکھیں۔اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہر باطل کے دفاع کی صلاحیت سے نوازا ہے اور آپ نے تقریر وتحریر کے ذریعہ ہر باطل کا تعاقب کیا ہے اور اب بھی کر رہے ہیں تقریر وتحریر کے ذیعہ عقائد عقائد حقہ کے مطابق ذہن سازی کرنا اور باطل کے شکوک وشبہات اور اعتراضات کا عام فہم معقول اور مختصر الزامی جواب دے کر ان کو لاجواب کرنا آپ کا امتیازی وصف اور کمال ہے۔

(۳): شہید اسلام، مرجع الخلائق، مرشد العلماء والطلبہ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی بھی انہیں جامع شخصیات میں سے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے ہر باطل کے مقابلہ میں احقاق حق اور ابطال باطل کا کام لیا ہے حضرت نہایت کامیاب اور مقبول ترین مدرس تھے لیکن ایوبی دور میں ڈاکٹر فضل الرحمان اور پرویزی فتنہ کے رد میں تحریر کردہ مضامین نے اس یوسف صغیر کو یوسف کبیر (حضرت مولانا یوسف بنوریؒ) کا منظورِ نظر بنادیا۔چنانچہ حضرت نے تقریر کی شکل میں کم اور اور قلم وتحریر کے ذریعہ ہر باطل فرقہ کے مقابلہ میں جامع، واضح، مدلل اور فیصلہ کن کتب تصنیف کرنے اور مضامین لکھنے کی صورت میں بہت کام کیا ہے۔آپ نے علمی مواد کو عوامی انداز اور عوامی زبان میں ڈھالنے کا ڈھنگ اپنے خلف کو دیا ہے۔

(۴): شیخ التفسیر وشیخ الحدیث، حسینی نسبت کے علم بردار حضرت مولانا سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ بھی ان جامع شخصیات میں سے ایک ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے ہمہ جہتی اشاعت دین اور دفاع دین کا کام لیا ہے آپ پورا سال درس نظامی کی بڑی بڑی کتابیں دورۂ حدیث کے اسباق خصوصاً صحیح بخاری، جامع ترمذی جیسے اسباق پڑھاتے تھے پھر شعبان ورمضان میں دورۂ تفسیر کراتے حضرت کا خانقاہی سلسلہ بھی ہے اس کی محنت الگ۔اتنی مصروفیت کے باوجود بریلویت، غیر مقلدیت، قادیانیت، رافضیت، مودودیت، پرویزیت، مماتیت، جدیدیت جیسے فتنوں کا قلمی تعاقب یعنی عقائد حقہ پر قرآن وحدیث سے دلائل اور اسلاف کی کتب سے سینکڑوں تائیدی حوالہ جات اور ہر باطل فرقہ کی طرف سے پیش کیے گئے من گھڑت دلائل اور شکوک وشبہات و اعتراضات کے محقق، مدلل باحوالہ عقلی ونقلی جوابات۔اس کو اللہ تعالیٰ کی خاص عنایت اور حضرت کی کرامت ہی کہا جاسکتا ہے ورنہ اتنی مصروفیت میں اتنا اونچا اور اتنا وسیع وعمیق کام بہت دشوار ہے۔

حسینی نسبت:

یہاں حسینی نسبت سے مراد مولانا حسین علی آف واں بچھراں سے علمی وروحانی نسبت ہے حضرت شیخ الحدیث کو مولانا حسین علیؒ سے شرف تلمذ اور روحانی تعلق کی سعادت حاصل تھی آپ سلوک وتصوف میں حضرت مولانا حسین علیؒ کے خلیفہ مجاز بھی ہیں۔اس لئے آپ کا مولانا حسین علیؒ مرحوم کے ارشد تلامذہ اور اجل

خلفاء میں شمار ہوتا ہے اور مولانا حسین علیؒ مرحوم کو علمی و روحانی نسبت حضرت گنگوہیؒ سے حاصل تھی اور حضرت گنگوہیؒ میں توحید وسنت سے محبت اور شرک وبدعت سے نفرت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ حضرت گنگوہیؒ بہت اونچی روحانی نسبت اور سلوک وتصوف کے بہت اعلیٰ مقام پر فائز تھے جو حقیقت میں اسی توحید وسنت کی محبت اور شرک وبدعت کی نفرت کا ثمر تھا، پس توحید سنت اور سلوک وتصوف کی مرکب نسبت حضرت گنگوہیؒ سے حضرت مولانا حسین علیؒ کی طرف منتقل ہوئی پھر آپ نے اس فیض کو عام کرنے کے لئے تفسیر قرآن کو ذریعہ بنایا اور جب حضرت مولانا حسین علیؒ صاحب سے یہ توحید وسنت اور سلوک وتصوف کی مرکب نسبت ان کے تلامذہ اور مریدین وخلفاء کی طرف منتقل ہوئی تو تفسیر قرآن کا ذوق بھی منتقل ہوا۔ چنانچہ آپ کے تلامذہ میں ہم دیکھتے ہیں تو اپنے وقت کے جنید وشبلی حضرت مولانا عبداللہ بہلویؒ میں بھی مرکب نسبت اور ذوق تفسیر نظر آتا ہے۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا سرفراز خانؒ میں بھی توحید وسنت اور سلوک وتصوف کی مرکب نسبت اور نسبت توحید وسنت اور نسبت سلوک وتصوف کا امتزاج نظر آتا ہے اور ساتھ ہی تفسیر قرآن کا اعلیٰ ذوق بھی، چونکہ ان حضرات کو نسبتِ توحید کے ساتھ روحانی نسبت بھی حاصل تھی، توحید وتصوف کا ان میں امتزاج اس لیے ان کے لیے حیات قبر کا مسئلہ بدیہی تھا، بلکہ روحانیت کی نظر سے حیات قبر کا مشاہدہ تھا، حضرت بہلویؒ نے دورہ تفسیر کے دوران ایک موقع پر حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مسئلہ بیان فرمایا تو ایک طالب علم جو منکر حیات تھا اس نے بحث اور سوال وجواب شروع کر دیے، حضرت بہلویؒ نے اس کو ایسا جواب دیا کہ وہ خاموش ہو کر رہ گیا حضرت نے اپنی سرائیکی میں فرمایا ''میاں جہڑا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کوں اپنی انکھیں نال زندہ ڈیکھ تے آیا بیٹھا اے او تیڈیاں دلیلاں کو کیا کرے!'' جب پاکستان میں انکار حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فتنہ شروع ہوا تو اہل علم حضرات نے اس مسئلہ پر محقق ومدلل تصنیف کے لیے حضرت مولانا سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ کا انتخاب فرمایا، چنانچہ آپ نے ''تسکین الصدور'' کے نام سے ایک عظیم کتاب تصنیف فرمائی، جس میں آپ نے حیاتِ قبر، عذابِ قبر، اعادۂ روح، حیاتِ انبیاء علیہم السلام، سماع عند القبر، مسئلہ توسل وشفاعت کو قرآن وحدیث کے دلائل اور اہل السنۃ والجماعۃ کے محققین علماء کی کتب سے حوالہ جات کا انبار لگا دیا، جس کا منکرین حیات آج تک جواب نہیں دے سکے۔

لیکن مولانا حسین علیؒ کے وہ شاگرد جو صرف قرآن کے لفظ سیکھ کر توحید وسنت کے بارے شدت تو لیکر آ گئے مگر توحیدی اور روحانی نسبت سے تہی دامن رہے ان کو کرامات، حیاۃ قبر، عذابِ قبر، سماع صلوٰۃ وسلام عند القبر اور سماعِ موتیٰ کا عقیدہ قرآن کے خلاف نظر آنے لگا بلکہ ان کو یہ سب کچھ شرک نظر آیا۔ ان کی

یہ سوچیں اپنی تھیں لیکن انہوں نے بددیانتی یا غلط فہمی کی وجہ سے ان کو مولانا حسین علی رحمہ اللہ کی طرف منسوب کردیا، چونکہ حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کو مولانا حسین علی صاحبؒ سے کامل نسبت حاصل تھی، نسبتِ توحیدی بھی اور نسبتِ تصوف بھی اس لیے آپ موحد بھی تھے اور صوفی بھی، اسی امتزاج کی وجہ سے آپ نقطۂ اعتدال پر قائم رہے توحید وسنت والی نسبت اور صحبت کا اثر تھا کہ آپ نے ازالۃ الریب، تبرید النواظر، گلدستہ توحید، دل کا سرور، راہِ ہدایت، باب جنت، راہِ سنت لکھ کر توحید وسنت کا تحفظ اور شرک وبدعت کا رد کیا ہے اور چونکہ آپ کو حضرت والا سے روحانی نسبت بھی حاصل تھی اس کی برکت سے اعتدال قائم رہا اور آپ نے حیاۃ انبیاء، سماع وصلوٰۃ عندالقبر وغیرہ کا انکار اور ان کو شرک کہنا تو کجا ان کے اثبات پر دلائل قائم فرمائے۔

مسلک دیوبند کی ترجمان دو شخصیتیں:

شیخ الاسلام شیخ العرب والعجم حضرت مولانا السید حسین احمد مدنی نوراللہ مرقدہ کے دوشاگرد حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ خلیفہ مجاز: حضرت مدنیؒ اور شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ مسلک دیوبند کے اتنے قابل اعتماد ترجمان ہیں کہ سب علماء دیوبند نے مسلک دیوبند کے حوالہ سے ان پر پورا پورا اعتماد کیا ہے، میرے استاد ومربی استاذ العلماء، حکیم العصر، شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید صاحب لدھیانوی دامت برکاتہم العالیہ مذکورہ بالا ہر دو حضرات کے متعلق فرمایا کرتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ کے ہاں اجمالی ایمان معتبر ہے تو میں کہتا ہوں کہ میرے تمام عقائد وہی ہیں جو قاضی مظہر حسین صاحب اور مولانا سرفراز خان صفدر کے ہیں، لیکن میں ان کے ساتھ ایک تیسری شخصیت کا اضافہ بھی کرتا ہوں میری مراد حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ یہ تینوں حضرات بلاشبہ مسلک علماء دیوبند کے سچے ترجمان ہیں ان کی کتب مسلک کے حوالہ سے نہایت قابل اعتماد ہیں اور مسلک دیوبند کے لیے معیار کی حیثیت رکھتی ہیں، خصوصاً حضرت قاری محمد طیبؒ کا رسالہ ''مسلک علماء دیوبند''۔

علمی مواد عوامی انداز:

اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت شیخ الحدیث مولانا سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ اور اسی طرح دوسرے اکابرین نے ہر باطل فرقہ کے مقابلہ میں اتنا مواد دے دیا ہے اور عقائد ومسائل پر اتنی اتنی تحقیق کردی ہے کہ اب اس پر نہ کسی اضافے کی گنجائش ہے نہ نئی تحقیق کی۔ ہاں اب ضرورت اس بات کی ہے کہ اکابرین کی ان کتب کا مطالعہ کر کے ان کو اچھی طرح سمجھا جائے، پھر اسی مواد کو تقریر وتحریر کے ذریعے عام فہم عوامی انداز میں پیش کیا جائے۔ اس پر مجھے ایک لطیفہ یاد آیا۔

لطیفہ: بحر العلوم حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود زید مجدہ نے ایک موقع پر فرمایا کہ میں نے علماء کی ایک مجلس میں سوال کیا کہ پاکستان میں غیر مقلدیت کے خلاف کس جگہ کام زیادہ ہوا ہے؟ سب نے کہا آپ بتائیں! میں نے کہا گوجرانوالہ میں کہ وہاں پر حضرت مولانا سرفراز خان صفدرؒ نے خوب کتابیں لکھی ہیں اور ان کا مقابلہ کیا ہے اتنا کام کسی اور جگہ نہیں ہوا۔ سب نے تائید کی۔ پھر میں نے دوسرا سوال کیا کہ سب سے زیادہ غیر مقلدیت مضبوط کہاں ہے؟ سب علماء نے مجھے کہا کہ اس کا جواب بھی آپ ہی بتائیں! میں نے کہا گوجرانوالہ میں، کہ پہلے وہاں غیر مقلدوں کی ایک مسجد تھی لیکن اب ان کی مساجد کا پورے علاقے میں جال بچھا ہوا ہے۔ میں نے پھر تیسرا سوال کیا کہ اس کی وجہ کیا ہے کہ گوجرانوالہ میں غیر مقلدیت کے خلاف کام سب سے زیادہ ہوا ہے اور گوجرانوالہ میں ہی غیر مقلدیت سب سے زیادہ مضبوط ہے؟ علماء حضرات نے کہا کہ سوال آپ نے اُٹھایا ہے جواب بھی آپ ہی دیں! میں نے کہا وجہ یہ ہے کہ ہمارا کام خواص میں ہے اور غیر مقلدوں نے کام عوام میں کیا ہے اس لیے غیر مقلدیت عوام میں پھیل گئی۔ علامہ صاحب کی بات بڑے پتہ کی ہے اس لیے اب ضرورت اس بات کی ہے کہ اکابرین کی کتب کا مطالعہ کر کے ان تحقیقات کو نہایت سہل عوامی انداز میں پیش کرنے کی صلاحیت پیدا کر کے عوام میں کام کیا جائے۔

حضرت شیخ کی پہلی زیارت:

غالباً 1964ء کی بات ہے دارالعلوم عیدگاہ کبیر والہ میں زیر تعلیم تھا، اسباق ہدایہ اول، مختصر المعانی وغیرہ۔ ہمیں پتہ چلا کہ شیخ الحدیث حضرت مولانا سرفراز خان صفدر جامعہ قاسم العلوم کچہری روڈ ملتان تشریف لا رہے ہیں، اور حضرت طلباء سے خطاب بھی فرمائیں گے، ہم چند طلباء حضرت شیخ کی زیارت اور بیان سننے کے شوق میں ملتان پہونچے، دور سے حضرت کی زیارت ہوئی، لیکن قریب سے زیارت اور مصافحہ کا شوق باقی تھا، اس جستجو میں لگے کہ بیان کہاں ہوگا؟ پتہ چلا کہ اوپر کی منزل میں خالی کمرہ ہے جہاں بیان ہوگا، ہم اوپر گئے تو انتظام ہو چکا تھا حضرت کے لیے کرسی رکھ دی گئی تھی، ہم وہیں کرسی کے قریب بیٹھ گئے، جب حضرت تشریف لائے تو ہمیں قریب سے زیارت اور مصافحہ کی سعادت بھی حاصل ہوئی اور ہم قریب بیٹھ کر جی بھر کے زیارت بھی کرتے رہے اور بیان بھی سنتے رہے حضرت والا نے اپنے بیان میں علم دین کے سیکھنے سکھانے کی فضیلت واہمیت پر روشنی ڈالنے کے ساتھ ساتھ اس پر زور دیا کہ طالب علم اپنے اندر خوب علمی استعداد پیدا کریں تا کہ اپنے علم کی پختگی اور مضبوط استعداد کے ذریعے فرقِ باطلہ کا مقابلہ کر سکیں، نیز آپ نے فرمایا کہ باطل فرقوں کے رد میں لکھی ہوئی اپنے اکابرین کی کتب کا مطالعہ کرنے کے بعد کسی ایک فرقہ کے بارہ میں کام

کو متعین کر کے اس میں مہارت تامہ پیدا کریں! اور اگر سب کے متعلق بننا چاہو گے تو کسی کے بارے میں بھی مہارت پیدا نہ کرسکو گے کہ مقولہ مشہور ہے "مَن جَدَّ لِلْکُلِّ فَاتَ عند الکل" جس نے سب کے لیے کوشش کی اس سے سب کچھ فوت ہوگیا۔ مجھے حضرت شیخ کے اس بیان سننے کے بعد فرق باطلہ کے بارے اکابرین کی تصنیفات کو دیکھنے کا شوق پیدا ہوا پھر جوں جوں اکابرین کی کتب دیکھتا گیا توں توں کام کرنے کا ذوق بنتا چلا گیا، آج مسلک کے حوالہ سے تقریر و تحریر کی صورت میں اللہ تعالیٰ اس حقیر پر تقصیر سے جو کام لے رہے ہیں یہ اکابرین کی کتب بینی اور حضرت الاستاد مشفق و مربی حضرت حکیم العصر مولانا عبدالمجید صاحب لدھیانوی دامت برکاتہم العالیہ کی دعاؤں کا ثمرہ ہے۔

بزرگانہ دستِ شفقت:

مسلک کے حوالہ سے چونکہ حضرت شیخ الحدیث صاحب بہت فکرمند رہتے تھے اس لیے اپنی گوشہ نشینی میں بھی ہندوپاک کے ان افراد کی جستجو رکھتے اور ان کے لیے دعا گو رہتے جو مسلک کے کام میں لگے ہوئے ہیں، جامعہ قاسم العلوم میں حضرت کی زیارت کرنے اور بیان سننے کے بعد عرصہ دراز تک دوبارہ کوئی تعارفی ملاقات و جان پہچان کی نوبت نہیں آئی اس کے باوجود غیر مقلدیت کے محاذ پر کام شروع کرنے کے چھ سات سال بعد جب میں گکھڑ منڈی حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں حیران تھا کہ حضرت والا نے نام سنتے ہی مجھے اندر بلا لیا اور ملاقات و مصافحہ کے بعد جب میں نے نیچے بیٹھنا چاہا تو مجھے چارپائی پر اپنے ساتھ بٹھا لیا، فتنۂ غیر مقلدیت اور اس کے خلاف کام کے بارے پوچھتے رہے اور بہت مفید مشورے بھی دیئے۔ میں نے اپنا رسالہ بارہ مسائل حضرت کی خدمت میں پیش کیا تو حضرت دیکھ کر بہت خوش ہوئے، چہرہ جو پھول کی طرح شگفتہ تھا اور کھِل گیا، جب میں واپس آنے لگا تو حضرت والا نے تحفے کی طور پر عطر کا ہدیہ عطا فرمایا اور ساتھ ہی فرمایا ''مولانا! غیر مقلدیت کا تعاقب نہیں چھوڑنا!'' میں نے عرض کی حضرت! آپ میرے لیے اخلاص، استعداد اور صحت کی دعا فرمادیں، ان شاء اللہ میں انکا تعاقب جاری رکھوں گا۔ حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمہ اللہ کی وفات کے بعد حاضری ہوئی تو انہی دنوں حضرت کے عزیزوں کو غالباً کار کا حادثہ پیش آیا جس میں ایک صاحب فوت ہوگئے باقی لوگوں کو زخمی حالت میں ہسپتال داخل کیا گیا۔ حضرت والا، مولانا محمد امین صاحب کی وفات کے تذکرے پر فرمانے لگے کہ مجھے اس دوران یہ حادثے کا صدمہ پیش ہے لیکن جتنا مجھے مولانا امین صاحب کے فوت ہونے کا صدمہ ہوا ہے اتنا اپنے عزیز کے فوت ہونے اور دوسرے کے زخمی ہونے سے نہیں ہوا۔ یہ تھی حضرت کی مسلک کے کام کرنے والوں پر توجہ اور شفقت۔

دورہ تفسیر کی اجازت:

ہمارے مختلف بزرگوں کے ہاں شعبان، رمضان کی تعطیلات میں دورۂ تفسیر کا اہتما ہوتا تھا، خان پور میں شیخ التفسیر والحدیث مولانا عبداللہ صاحب درخواستی رحمہ اللہ، شجاع آباد میں شیخ المشائخ حضرت مولانا محمد عبداللہ بہلوی رحمہ اللہ پڑھاتے تھے، گوجرانوالہ میں شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ دورہ تفسیر پڑھاتے تھے، رحیم یار خان میں مولانا شریف اللہ صاحب۔ ہر ایک کے دورۂ تفسیر کی الگ الگ خصوصیات تھیں، ''ہر گلِ را رنگ و بوئے دیگر است'' لیکن حضرت مولانا سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ کا دورۂ تفسیر علمی تحقیقی اور مسلکی بنیاد کے حوالے سے معروف ومقبول تھا، لیکن حضرت درخواستی رحمہ اللہ حضرت بہلوی رحمہ اللہ کی وفات اور حضرت شیخ الحدیث مولانا سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ کی علالت کی وجہ سے یہ تفسیری دورے موقوف ہوگئے، بالخصوص مؤخر الذکر دورۂ تفسیر کے موقوف ہونے سے مسلکی حوالے سے بہت نقصان محسوس ہوا، اس لیے دل میں یہ قلق تھا کہ مسلک کی بنیاد پر کسی جگہ دورۂ تفسیر شروع ہونا چاہیے، اس سلسلے میں حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کے علمی جانشین حضرت مولانا عبدالقدوس خان قارن صاحب سے بات ہوئی لیکن وہ اپنی بعض مجبوریوں کی وجہ سے تیار نظر نہ آئے، اسی پیچ وتاب میں تھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مولانا الیاس گھمن کو اپنے ہاں دورۂ تفسیر شروع کرنے کی طرف متوجہ کردیا، انہوں نے دورۂ تفسیر کے لیے بندہ عاجز سے رابطہ کیا تو میں نے اپنے استاد ومربی حضرت حکیم العصر دامت برکاتہم کی اجازت پر موقوف کردیا، مولانا الیاس گھمن نے حضرت حکیم العصر سے درخواست کی تو حضرت نے بخوشی اجازت مرحمت فرمائی، چونکہ مولانا الیاس گھمن صاحب کا حضرت شیخ صفدر رحمہ اللہ کے ساتھ بھی بڑا مضبوط تعلق تھا، اس لیے وہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور دورۂ تفسیر کی اجازت چاہی اور دورۂ تفسیر کے استاد کے طور پر میرا ذکر کیا تو حضرت نے خوشی کا اظہار فرمایا اور ڈھیروں دعائیں دیں، اگرچہ دارالعلوم کبیر والہ میں اپنے استاد مکرم ومربی حضرت حکیم العصر دامت برکاتہم سے ترجمہ قرآن اور تفسیر پڑھی ہوئی تھی اس لیے میں تعطیلات والے دورۂ تفسیر کی ضرورت محسوس نہ کی، لیکن جب مولانا گھمن صاحب کے ہاں دورۂ تفسیر شروع کرنے کا پروگرام بنا تھا تو جی میں آیا کہ دورۂ تفسیر پڑھانے والی کسی شخصیت سے پہلے رابطہ کرکے ان کی رہنمائی، دعا اور اجازت کے بعد شروع کیا جائے، حضرۃ الشیخ کے ساتھ مسلکی خدمت، دورۂ تفسیر کی مسلکی بنیاد، دورۂ تفسیر کی مقبولیت کے اعتبار سے دل میں حضرت کے ساتھ عقیدت ومحبت کا مضبوط رشتہ جڑا ہوا تھا، اس لیے میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضرت الشیخ نے بہت دعائیں دیں............

(**بقیہ** ٹائٹل نمبر 2 پر)

مفتی رب نواز حفظہ اللہ

مسئلہ وحدۃ الوجود......اور......آل غیر مقلدیت

(......قسط نمبر 4......)

(۹)......آل غیر مقلدیت کہتے ہیں تقلید جہالت ہے اور مقلد جاہل ہوتا ہے......لیکن اس کے برعکس شیخ ابن عربی کو علماء میں شمار کیا ہے۔[الحیاۃ بعد المماۃ۔ص:۲۲۴۔اہلحدیث اور سیاست،ص:۲۰۷]

(۱۰)......عبداللہ روپڑی غیر مقلد نے فتویٰ دیا کہ بے نماز کافر ہے۔[فتاویٰ اہلحدیث،ج:۲،ص:۳۷]مگر جب ابن عربی کی تکفیر کی باری آئی تو محتاط بن گئے اور انہیں یہ اصول یاد آ گیا

''غرض حتی الوسع فتویٰ میں احتیاط چاہیے جب تک پوری تسلی نہ ہو فتویٰ نہ لگانا چاہیے۔''

[فتاویٰ اہل حدیث،ج:۱،ص:۱۵۵]

(۱۱)......آل غیر مقلدیت کہتے ہیں کہ امت میں کوئی بھی ہمارا پیشوا نہیں ہے......مگر وحید الزمان غیر مقلد نے ابن عربی کو اہلحدیث کا پیشوا لکھ دیا۔[لغات الحدیث،ج:۱،ص:۱۳]

(۱۲)......امام اہلحدیث وحید الزمان نے صحابہ کرام پر طعن و تشنیع کرتے ہوئے پانچ صحابہ کو فاسق کہہ دیا۔[نزل الابرار،ج:۳،ص:۹۴]......لیکن ابن عربی کا خوب دفاع کرتے ہیں وہ کونسی خوبی ہے جو صحابہ کرام میں نہیں تھی اور وہ ابن عربی میں وحید الزمان کو نظر آتی تھی؟ کہ وہ اُن سے متنفر ہیں اور ابن عربی کے عقیدت مند؟

(۱۳) آل غیر مقلدیت کہتے ہیں:

''کتنی پاک دامن عورتوں کی شرمگاہیں جو حرام تھیں،ابوحنیفہ کی بدولت حلال کر دی گئیں۔''

[حقیقۃ الفقہ،ص:۵۳]

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے متعلق تو یہ ریمارکس ہیں مگر ابن عربی کو'علمائے ابرار'' میں شمار کیا گیا۔

[اہلحدیث اور سیاست،ص:۲۰۷]

ابن عربی کا دفاع

پچھلے صفحات میں ہم نے غیر مقلدین کا وحدۃ الوجودی ہونا نقل کر دیا ہے اور یہ بھی کہ ابن عربی ان کے نزدیک اہلحدیث و غیر مقلد ہیں اس لیے وہ ''وحدۃ الوجود'' اور ابن عربی کا دفاع بھی کیا کرتے ہیں، چند دفاعی عبارات ملاحظہ فرمائیں۔

(۱)......غیر مقلدین کے شیخ الاسلام اور مذہبی ہیرو ثناء اللہ امرتسری صاحب، ابن عربی کا دفاع کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''بڑی وجہ مخالفت کی مسئلہ ''وحدۃ الوجود'' ہے، سو دراصل اس کی تفسیر پر مدار ہے، جیسی اس کی تفسیر کی جائیگی ویسا ہی اثر ہوگا، خاکسار کے نزدیک اس کی صحیح تفسیر بھی ہوسکتی ہے جس کا ذکر کبھی ''اہلحدیث'' (اخبار) میں کیا گیا ہے۔ دوسری وجہ خفگی کی ''ایمانِ فرعون'' ہے مگر شیخ کا قول مندرجہ ''فتوحات'' اس خفگی کا ازالہ کرتا ہے۔ شیخ موصوف نے فتوحات میں فرعون کو مدعی الوہیت لکھ کر ابدی جہنمی لکھا ہے اور کسی مقام پر اس کے خلاف ملتا ہے تو وہ متروک ہے یا ماؤل۔'' [فتاویٰ ثنائیہ، جلد:۱،ص:۳۳۴]

(۲)......امام خان نوشہروی غیر مقلد اپنی جماعت کے شیخ الکل فی الکل میاں نذیر حسین دہلوی کے حالات میں لکھتے ہیں:

''قاضی بشیر الدین قنوجی، ابن عربی کے اشد مخالف تھے اور ابن عربی رحمہ اللہ کی برتری و بزرگی کے روادار نہ تھے، میاں (نذیر حسین) صاحب سے صرف شیخ اکبر پر مناظرہ کرنے کے لیے دہلی تشریف لائے، دو ہفتے متواتر گفتگو جاری رہی مگر میاں صاحب نے شیخ اکبر کا احترام ہاتھ سے جانے نہ دیا اور آخر کار قاضی صاحب بھی آپ سے متفق ہوگئے۔ اسی طرح علامہ شمس الحق ڈیانوی نے بھی کئی روز شیخِ اکبر پر آپ کے ساتھ مناظرہ کیا اور دوران گفتگو میں ''فصوص الحکم'' پیش کرتے رہے، میاں صاحب نے پہلے تو اور طریقوں سے سمجھایا مگر جب دیکھا کہ آپ کسی طرح نہیں مانتے تو فرمایا کہ ''فتوحات مکیہ'' شیخ اکبر کی آخری تصنیف ہونے کی وجہ سے ان کی تمام کتابوں کی ناسخ ہے، اس پر مولانا شمس الحق حقیقت کو پا کر خاموش ہوگئے۔''

[تراجم علمائے حدیث، ص:۱۴۶]

(۳)......غیر مقلدین کے محدث اعظم عبداللہ روپڑی صاحب لکھتے ہیں:

''ابن عربیؒ، رومیؒ اور جامیؒ کے کلمات اس توحید (وحدۃ الوجود) میں مشتبہ ہیں، اس لیے بعض لوگ ان کے حق میں اچھا اعتقاد رکھتے ہیں، بعض برا۔ ابن تیمیہ وغیرہ ابن عربی سے بہت بدظن ہیں، اسی طرح رومیؒ اور جامیؒ کو کئی علماء برا کہتے ہیں مگر میرا خیال ہے کہ جب ان کا کلام محتمل ہے جیسے جامی کا کلام اوپر نقل ہو چکا ہے اور وہ درحقیقت ابن عربیؒ کا ہے، کیونکہ ابن عربی: کی کتاب ''عوارف المعارف'' سے ماٗخوذ ہے تو پھر ان کے حق میں سوءِ ظنی ٹھیک نہیں، اسی طرح رومی کو خیال کر لینا چاہیے۔ غرض حتی الوسع فتویٰ میں احتیاط چاہیے، جب تک پوری تسلی نہ ہو فتویٰ نہ لگانا چاہیے خاص (کر) جب وہ گذر چکے ہیں اور ان کا معاملہ خدا کے سپرد ہو چکا تو اب کرید کی کیا ضرورت؟ بلکہ صرف اس آیت پر اکتفا کرنی چاہیے **تلک امة قد خلت لها**

ما كسبت ولكم ما كسبتم ولا تسئلون عما كانو يعملون.''[فتاویٰ اہلحدیث، ج:۱،ص:۱۵۵]

(۴)......غیر مقلدیت کے امام وحید الزمان صاحب، ابن عربی کا دفاع کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''فصوص الحکم میں جو بعض الفاظ عین اور اتحاد وغیرہ ان کے قلم سے نکلے ہیں ان کا بھی یہی مطلب ہے کہ وجود ہمارا من وجہ وجود الٰہی کا عین ہے یعنی اس وجود کا سایہ ہے، دوسرا کوئی مستقل وجود ہمارا نہیں، ورنہ ہم اپنی بقاء میں معاذ اللہ خدا سے بے پرواہ ہو جائیں گے، ان کا یہ مطلب نہیں ہے جو اس زمانہ کے ملحد اور جاہل درویش پکارتے پھرتے ہیں کہ خدا اور بندہ ایک ہے۔''[تیسیر الباری، ج:۴،ص:۳۲۶ طبع تاج کمپنی]

وحید الزمان صاحب مزید لکھتے ہیں:

'''' **اللازم علىٰ اهل الحديث متابعة ظواهر الكتاب والسنة والسكوت عن الشيخ**'' ''اہل حدیث پر کتاب وسنت کے ظاہر کی تابعداری اور شیخ (ابن عربی) سے سکوت اختیار کرنا لازم ہے۔''[**هدية المهدى**، ج:۱،ص:۵۱]

وحید الزمان صاحب ہی لکھتے ہیں:

''شیخ مجدد الف ثانی نے فرمایا: ''میں شیخ ابن عربی کا مخالف اور اس مسئلہ میں انہیں خطا اور غلطی پر سمجھتا ہوں لیکن اس کے باوجود وہ اولیاء اللہ میں سے ہیں اور جو شخص ان کی مذمت یا رد کرتا ہے وہ خطرے میں ہے۔''[**هدية المهدى**، ج:۱،ص:۵۱]

وحید الزمان صاحب نے ابن عربی کی تردید کرنے والوں کو جواب دیتے ہوئے لکھا:

''**عندى انهم لم يفهموا مراد الشيخ ولم يمعنوا النظر فيه**' 'میرے نزدیک حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ شیخ ابن عربی کا مطلب نہیں سمجھ سکے، ان کی مراد سمجھنے میں انہوں نے غور نہیں کیا۔''

[**هدية المهدى**، ج:۱،ص:۵۱]

(۵)......میاں نذیر حسین دہلوی غیر مقلد کے سوانح نگار فضل حسین بہاری صاحب لکھتے ہیں:

''مولانا ابو الطیب شمس الحق نے بھی میاں (نذیر حسین) صاحب سے کئی دن متواتر شیخ اکبر کی نسبت بحث کی اور ''فصوص الحکم'' (مؤلفہ) شیخ اکبر پر اعتراضات جمائے، میاں صاحب نے پہلے تو بہت سمجھایا مگر جب دیکھا کہ ابھی ''**لانسلم**'' ہی کے کوچہ میں یہ ہیں تو فرمایا کہ ''فتوحات مکیہ'' آخری تصنیف، شیخ اکبر کی ہے، اس لیے اپنی سب تصانیف ماسبق کی یہ ناسخ ہے، اس جملہ پر یہ بھی سمجھ گئے۔''

[**الحياة بعد المماة**،ص:۲۲۵]

(۶)......نواب صدیق حسن خان غیر مقلد فرماتے ہیں:

''شیخ محی الدین ابن عربی اور شیخ احمد سرہندی کے بارے میں ہمارا عقیدہ ہے کہ دونوں اللہ تعالیٰ کے چیدہ بندوں میں سے ہیں اور جن اعتراضات کا انہیں نشانہ بنایا گیا ہمیں ان کی کوئی پرواہ نہیں۔''

[هدية المهدی، ج:۱، ص:۵۱]

آل غیر مقلدیت کی ان عبارتوں سے روزِ روشن کی طرح واضح ہوگیا کہ انہوں نے ابن عربی کا بھرپور دفاع کیا ہے، اس دفاعی سلسلہ میں کئی روز تک محفل مناظرہ جمائے رکھی بالآخر ابن عربی کے مخالف کو زیر کردیا، ابن عربی پر فتویٰ لگانے سے منع فرمایا، ان کے کلام میں تاویل کی، ان کی مخالفت کو ممنوع قرار دے کر سکوت کا حکم جاری فرمایا، یہ بھی کہا ہے کہ جنہوں نے ابن عربی کا رد لکھا ہے وہ ان کی مراد کو سمجھنے سے قاصر رہے ہیں، انہوں نے غور وخوض کیے بغیر سرسری نظر سے کام چلایا اور سب سے بڑھ کر یہ شاہی فرمان بھی سنا دیا جو ابن عربی کی مخالفت و مذمت کرتا ہے وہ خطرے میں ہے۔ دورِ حاضر میں زبیر علی زئی وغیرہ جو ابن عربی کی مخالفت میں پیش پیش ہیں وہ بھی اس خطرے سے واقف رہیں۔ شاید یہی وہ خطرہ تھا کہ غیر مقلدین کے مسلّم پیشوا قاضی شوکانی [تاریخ اہلحدیث، ص:۱۴۷] نے ابن عربی پر فتویٰ بازی کی مہم سے رجوع کرلیا تھا۔

(۷)......ڈاکٹر اسرار صاحب لکھتے ہیں:

''شیخ محی الدین ابن عربی کے متعلق حضرت (داؤد غزنوی غیر مقلد، ناقل) کا تعظیم آمیز کلمہ تو بہت ہی حیرانی کا موجب ہوا، چنانچہ جمعہ کے بعد جب ایک جگہ کھانے پر ملاقات ہوئی تو مجھ سے رہا نہ گیا تو میں نے عرض کر ہی دیا کہ حضرت! آپ نے ابن عربی کا تذکرہ تعظیم وتکریم کے ساتھ کیا، حالانکہ امام ابن تیمیہ کی رائے ان کے بارے میں بہت سخت ہے، اس کا جو جواب مولانا (داؤد غزنوی، ناقل) مرحوم نے دیا وہ اس قابل ہے کہ سنہری حروف سے لکھا جائے اور دین کے تمام خادم اس کو حرزِ جان بنالیں، میری بات سُن کر مولانا نے قدرے توقف کے بعد فرمایا: ''ڈاکٹر صاحب! ابن تیمیہ اور ابن عربی دونوں ہی ہمارے بزرگ ہیں، اپنے آپس کے اختلاف کو وہ جانیں، ہم خورد ہیں اور خورد رہنے ہی میں عافیت سمجھتے ہیں۔'' مولانا نے یہ الفاظ اتنے شدید تأثر کے ساتھ فرمائے کہ ساتھ ہی ان کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔''

[سوانح مولانا داؤد غزنوی، ص:۸۸]

(۸)......وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں:

''منہ پھٹ اور زبان دراز بے ساختہ کلمات ناشائستہ علماء کی نسبت نکال دیتے ہیں، اس کا انجام بہت برا ہے۔ ہم کو شیخ ابن عربی سے محبت ہے اور ابن تیمیہ اور شوکانی سے بھی، ابن جوزی سے بھی اور حضرت شیخ عبد القادر جیلانی سے بھی۔'' [لغات الحدیث، ج:۱، ص:۴۸] (جاری ہے۔۔۔۔)

مفتی رب نواز حفظہ اللہ

زبیر علی زئی......کا......تعاقب

(......قسط نمبر 3......)

''تقلید'' پر بعض اعتراضات کا جائزہ

اعتراض نمبر 3......اتباع اور تقلید میں فرق ہے۔

زبیر علی زئی مماتی غیر مقلد لکھتے ہیں:

''تقلید اور اتباع واقتداء میں فرق ہے، اگر بلا دلیل ہو تو تقلید ہے اور اگر با دلیل ہو تو اقتداء واتباع ہے۔'' [دین میں تقلید کا مسئلہ، ص:۵۲]

الجواب

سب سے پہلے ہم قارئین کو یہ بتاتے ہیں کہ زبیر علی زئی اور ان کے ہم خیال نام نہاد اہلحدیثوں کو اس فرق کرنے کی ضرورت یا مجبوری کیا ہے؟ آل غیر مقلدیت کے شیخ الاسلام ثناء اللہ امرتسری نے ایک رسالہ بہ عنوان ''اجتہاد وتقلید'' تحریر کیا، اس کی تقریظ میں آل غیر مقلدیت کے امام العصر میر محمد ابراہیم سیالکوٹی صاحب لکھتے ہیں:

''اس ملک ہندوستان میں اہلحدیث کثر اللہ سوادہم کے دور کو ایک قرن گذر گیا اور جیسا کہ مسلم ہے امتدادِ زمانہ کی وجہ سے خیالات میں انقلاب اور ہمتوں میں پستی ہو جاتی ہے، اسی طرح اہلحدیث میں بھی وہ بلند ہمتی وحریت جوان کا مایہ ناز تھی کم ہونے لگی اور وہی عرصہ کی متروک تقلید برنگ دیگر وطرز جدید ان میں آنے لگی تو ایسے وقت میں پیشتر اس کے کہ یہ فرقہ حقہ ضعیف ہو جائے اور اس کے علمی آثار مٹ جائیں حضرت مولانا مصنف (ثناء اللہ امرتسری، ناقل) سلمہ اللہ کو یہ توفیق ملی کہ وہ فرقہ اہلحدیث کو خصوصاً اور عام مسلمانوں کو عموماً ان کا یہ مایہ شعر پھر یاد کرائیں

اصل دین آمد کلام معظم داشتن   بس حدیث مصطفیٰ برجان مسلم داشتن

[تقدمہ: اجتہاد وتقلید، ص:۷۔۸]

متروک تقلید جو برنگ دیگر اہلحدیثوں میں آئی وہ دوسرا رنگ یا بالفاظ دیگر دوسرا نام کیا ہے؟ وہ آپ وکیل اہلحدیث محمد حسین بٹالوی کی زبانی سنیے، بٹالوی صاحب مذکورہ بالا اقتباس نقل کرنے کے بعد ''متروک تقلید'' پر حاشیہ لگا کر لکھتے ہیں:

''یہ ہمارے فرمانبردار شاگرد (میر محمد ابراہیم سیالکوٹی، ناقل) کی اس خاکسار اور اس کے ہم خیال متبعین سلف پر اشارۃً چوٹ ہے۔'' [اشاعة السنه، ج:۲۳، ص:۷۰]

سیالکوٹی صاحب کی تصریح کے مطابق جو تقلید برنگ دیگر وطرز جدید اہل حدیثوں میں آئی وہ بقول بٹالوی صاحب اسلاف کی اتباع ہے......یعنی تقلید کا نام اتباع رکھ کر اسے اختیار کر لیا...... پھر لوگوں کے اعتراض سے بچنے کے لیے کہنے لگے اتباع اور تقلید میں فرق ہے، ہم اتباع کے قائل ہیں تقلید تو بدعت، شرک اور کفر ہے۔

باقی رہی یہ بات کہ ثناء اللہ امرتسری صاحب ''اجتہاد وتقلید'' رسالہ لکھ کر اہلحدیثوں کو تقلید سے نکالنے میں کس حد تک کامیاب ہوئے؟ اسے ہم اپنی دوسری کتاب ''تقلیدی اہلحدیث'' میں بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ العزیز۔ سردست اتنا عرض کرتے ہیں کہ ''اجتہاد وتقلید'' کے مصنف امرتسری اور اس کے مقدمہ نگار بزرگ سیالکوٹی خود چھپ چھپ کر تقلید کر لیا کرتے تھے۔ دیکھئے علی الترتیب

[الاربعین، ص:۱۶ وغیرہ۔ فتاویٰ ستاریہ، ج:۳، ص:۱۴۱]

بے دلیل پیروی پر اتباع کا اطلاق

زبیر علی زئی صاحب کا یہ کہنا کہ بادلیل پیروی کو اتباع کہتے ہیں اور بے دلیل پیروی کو تقلید اسے ہم سب سے پہلے قرآنی آیات کی روشنی میں دیکھتے ہیں۔

۱......قرآن کریم میں کئی آیات ایسی ہیں جن میں اتباع سے روکا گیا ہے۔ مثلاً......

[۱] ''لا تتبعوا خطوات الشیطٰن'' شیطان کے راستوں کا اتباع نہ کرو۔ (البقرہ، آیت ۱۶۸)

[۲] ''فلا تتبعوا الھوی ان تعد لوا'' خواہش کا اتباع نہ کرو کہ ناانصافی کرنے لگو (نساء آیت ۱۳۵)

[۳] ''لاتتبع اھوآء ھم۔'' ان کی خواہشوں کا اتباع نہ کیجئے (المائدہ، آیت ۴۹)

[۴] ''ان ھذا صراطی مستقیماً فاتبعوہ ولاتتبعوا السبل'' یہ میرا سیدھا راستہ ہے اس کا اتباع کرو! دوسرے راستوں کا اتباع نہ کرو! [الانعام، آیۃ ۱۵۳]

[۵] ''لاتتبعنّ سبیل الذین لایعلمون'' ان لوگوں کے راستہ کا اتباع نہ کرو جو علم نہیں رکھتے۔

[یونس، آیۃ ۸۹]

اگر مطلقا بادلیل پیروی ہی کا نام اتباع ہوتا تو قرآن میں اتباع سے منع نہ کیا جاتا۔

۲......قرآن میں اتباع کرنے والوں کی مذمت بھی کی گئی ہے، مثلاً......

[۱] ''اتبعوا امر کل جبار عنید'' قوم عاد نے ہر سرکش اور نافرمان کا اتباع کیا۔ [ھود، آیۃ ۵۹]

[۲]"الامن اتبعك من الغاوين"مگر وہ گمراہ لوگ جو تیرا (شیطان کا) اتباع کریں۔

[الحجر،آیۃ ۴۲]

[۳]"اتبع الذين ظلموا مااترفوا فيه و كانوا مجرمين" ظالموں نے اس چیز کا اتباع کیا جس میں انہیں آسودگی دی گئی اور وہ مجرم تھے۔[ھود،آیۃ ۱۱۶]

[۴]"اتبع هواه و كان امره فرطا"اس نے اپنی خواہش کا اتباع کیا اور اس کا معاملہ حد سے تجاوز کر چکا۔[کہف،آیۃ ۲۸]

[۵]"اتبعوا الشهوٰت فسوف يلقون غيّا" انہوں نے خواہشات کا اتباع کیا پس وہ ملاقات کریں گے (جہنم کی وادی) غی سے۔[مریم،آیۃ ۵۹]

اگر اتباع بادلیل پیروی ہی کا نام ہے تو قرآن میں اتباع کرنے والوں کی مذمت کیوں کی گئی؟ بادلیل پیروی تو قابل تعریف چیز ہے نہ کہ قابل مذمت۔

۳......قرآن نے کئی مقامات پر اتباع کرنے والوں کو بے دلیل کہا ہے، مثلاً......

[۱]"فاتبعوا امرفرعون وماامر فرعون برشيد" پس انہوں نے فرعون کے حکم کا اتباع کیا اور فرعون کا حکم درست نہیں تھا۔[ھود،آیۃ ۹۷]

[۲]"ومن اضل ممن اتبع هواه بغير هدى من الله" اور اس سے بڑا گمراہ کون ہے جس نے اپنی خواہش کا اتباع کیا بغیر اللہ کی راہ نمائی کے۔[القصص،آیۃ ۵۰]

اس آیۃ میں اول تو اتباع کرنے والوں کو بڑے درجے کا گمراہ کہا جبکہ بادلیل پیروی کرنے والا گمراہ ہرگز نہیں ہوتا......اور اس کا یہ اتباع اللہ کی راہ نمائی یعنی دلیل کے بغیر تھا۔

[۳]"بل اتبع الذين ظلموا اهواء هم بغير علم" بلکہ ظالموں نے اپنی خواہشات کا اتباع کیا بغیر علم کے۔[الروم،آیۃ ۲۹]

ظالموں کا اتباع بغیر علم یعنی بغیر دلیل کے ہے۔

[۴]"ومالهم به من علم ان يتبعون الاالظن وان الظن لايغني من الحق شيئا" حالانکہ ان کو اس کا علم ہی نہیں، وہ صرف اپنے گمان کا اتباع کرتے ہیں اور بے شک گمان حق کے مقابلہ میں کچھ بھی مفید نہیں۔[النجم،آیۃ ۲۸]

یعنی مشرکین کے پاس اپنے غلط دعویٰ و عمل پر دلیل نہیں، وہ بغیر علم یا بالفاظ دیگر بغیر دلیل کے ہی محض اپنے گمان کا اتباع کرتے ہیں۔ (جاری ہے۔۔۔۔)

مولانا احسن خدامی

فراست مومن......اور......علی زئی تنقید

''چونکہ یہ تمہاری پہلی کتاب ہے اور نہایت ہی اہم مسئلہ پر ہے، اس کو موافق خوشی کی نگاہ سے اور مخالف سخت تنقیدی نگاہ سے دیکھیں گے اور جواب لکھنے والے ضرور جواب لکھیں گے، جلد یا بدیر، کیونکہ خاموشی اس فریق کی لغت میں نہیں ہے اور کسی ایسے اجہل منہ پھٹ کو جواب کے لیے آمادہ کریں گے جو رسالوں سے چن چن کر حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ پر قرآن کریم، احادیث اور حضرات صحابہ کرام کے حوالوں کے خلاف حوالے نقل کر کے ایک طرف تو خوب دل کی بھڑاس نکالے گا اور دوسری طرف اپنی جماعت کے افراد کو تردیدی کتاب کا مژدہ سنا کر دادِ تحسین حاصل کرے گا اور وہ اسی کتاب سے چند کمزور حوالے نقل کر کے ساری دنیا میں تشہیر کریں گے، کیونکہ اس فرقہ کے پاس مالی وسائل اور پروپیگنڈا کے کرتبوں کی کمی نہیں۔''

[ماہنامہ الشریعہ، اشاعت خاص۔ حضرت امام اہل سنت کا مکتوب بنام عمار ناصر۔ ص:۹۰۲]

چند دن قبل ایک معاصر مجلّہ میں جناب زبیر علی زئی صاحب کا ایک مضمون ''مقام ابی حنیفہ کا تحقیقی مقام'' کے عنوان سے پڑھا، مضمون پڑھ کر جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی ''اتقوا فراسة المؤمن فانه ينظر بنور الله'' پر ایمان تازہ ہوا اور ساتھ ہی امام اہل سنت حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ کی عقیدت میں اضافہ ہوا کہ جو جسارتیں جناب زبیر علی زئی صاحب غیر مقلد سے آج صادر ہو رہی ہیں حضرت امام اہل سنت علیہ الرحمۃ اپنے نورِ فراست سے اور اس فرقہ کی نبضیں پہچان کر بہت پہلے ان سے آگاہ کر چکے ہیں کہ علمی کتاب کے جواب میں ان لوگوں کا انداز کیا ہوتا ہے اور حقیقت کو مسخ کرنے کے لیے یہ حضرات کیا کیا پاپڑ بیلتے ہیں۔ محترم قارئین ماہنامہ ''الحدیث'' بابت مئی ۲۰۱۰ء میں علی زئی صاحب کا مضمون ملاحظہ فرمائیں اور اوپر دیئے گئے حضرت امام اہل سنت کے مکتوب کے اقتباس کو پڑھ کر خدا لگتی کہیں کہ یہ جملے ''اتقوا فراسة المؤمن'' کا مصداق ہیں کہ نہیں؟؟

جن حضرات کو علم و تحقیق سے ذرا بھی مناسبت ہے وہ جانتے ہیں کہ صدرِ اول سے حضرات مصنفین کرام رحمہم اللہ کا یہ دستور رہا ہے کہ جب وہ کسی موضوع پر کوئی کتاب تصنیف فرماتے ہیں تو اول اپنے مدعا کے

اثبات کے لیے کتاب اللہ کی آیات پیش کرتے ہیں، پھر احادیث مبارکہ سے مسئلہ کو مؤید کرتے ہیں، پھر اسلاف کرام کی عبارات سے کتاب کو مزین کر کے پھر کمزور اسناد واقوال کو بھی بطور شاہد وتوابع کے پیش کرتے ہیں۔ مطلب یہ کہ قوی ادلہ سے استدلال کے بعد کمزور ادلہ سے تائید مزید کا کام لیتے ہیں۔ یوں ایک مسئلہ سے متعلق دلائل وبراہین کا ایک ذخیرہ ایک جگہ جمع ہوجاتا ہے اور اہل اجتہاد وتحقیق ہر دلیل کو اس کے وزن کے مطابق اپنے مقام پر رکھ کر اس سے استفادہ کرتے ہیں۔

امام اہل سنت محدث کبیر حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر صاحب رحمہ اللہ نے 1961ء میں امام الفقہاء امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کوفی رحمہ اللہ کے مقام جلیل کو واضح کرنے اور متعصب حاسدین کی طرف سے آپ کے فضائل ومناقب پر ڈالی گئی گرد صاف کرنے کی خاطر ''مقام ابی حنیفہ'' نامی کتاب تصنیف فرمائی، جس میں جمہور ائمہ محدثین ومجتہدین اور علماء کے حوالہ جات کے انبار لگا کر متعصب وشر پسند غیر مقلدین کے علی الرغم امت کے اسلاف واخلاف سے حضرت امام اعظم رحمہ اللہ کی تعریف نقل کی۔ کتاب علمی تھی، انداز ناصحانہ وادیبانہ تھا، حوالہ جات کا انبار اور معلومات کا خزینہ تھا، اہل علم نے صد مرحبا کہا اور ہاتھوں ہاتھ لیا، غیر مقلدین کے کلیجے پر سانپ لوٹ گیا اور خیر القرون کے ایک جلیل القدر امام، مجتہد اور فقیہ کی یہ مبنی برحق تعریف انہیں پسند نہ آئی کیونکہ "اعجاب کل ذی رأی رأیہ" کا مظاہرہ کرنا ان کی فطرت اور "لعن آخر ھذہ الامۃ اولھا" کا مصداق بننا ان کی قسمت ہے۔ ؎

قسمت کیا قسام نے ہر اک کو ازل سے　　جو شخص کہ جس چیز کے قابل نظر آیا

جیسا کہ ہم نے اوپر عرض کیا، اسلافِ کرام کے طریقے اور اہل عقل کی روش کے مطابق حضرت امام اہل سنت علیہ الرحمۃ نے اس کتاب کو مضبوط دلائل وحوالہ جات سے مزین کیا تھا اور تائید مزید کے طور پر ذرا کم درجے کے دلائل بھی اس میں آ گئے تھے جو شواہد ومتابعات کے طور پر اپنے مقام پر منطبق تھے، 1961ء سے لے کر تا حال اس کتاب کے دسیوں ایڈیشن طبع ہو کر فروخت ہوئے، منکرین فقہ کے نامور جغادری اور بڑے بڑے رستم پہلوان موجود تھے، کسی کو اس کتاب کی جانب رخ کرنے کی جرأت نہ ہوئی تا آنکہ جناب زبیر علی زئی صاحب میدان میں اترے اور وہ کارنامہ انجام دیا جو ان کے بڑے بھی نہ دے سکے　ع　آنکہ پدر نتواں کرد، پسر تمام کرد

اللہ کی شان، کہ برسوں پہلے حضرت امام اہل سنت رحمہ اللہ نے اس ٹولے کی فطرت اور عادت کو مدنظر رکھ کر جو الفاظ تحریر فرمائے تھے (خاموشی اس فریق کی لغت میں نہیں ہے، اور کسی ایسے اجہل اور منہ پھٹ کو جواب کے لیے آمادہ کریں گے......) جناب زبیر علی زئی صاحب کو بالآخر ان الفاظ کا مصداق بننا نصیب ہوا۔ مبارک ہو!

اور لطف بالائے لطف یہ کہ انداز بھی بالکل وہی اختیار کیا جو حضرت امام اہل سنت رحمہ اللہ نے اپنے مکتوب گرامی میں تحریر فرما دیا تھا (اور وہ اس کتاب سے چند کمزور حوالے نقل کر کے ساری دنیا میں تشہیر کریں گے کیونکہ اس فرقہ کے پاس مالی وسائل اور پروپیگنڈہ کے کرتبوں کی کمی نہیں......) اور پوری کتاب کے لاتعداد محکم و مضبوط دلائل سے بالکل آنکھیں بند کر کے، خاصی محنت کر کے چند نسبتاً کمزور حوالہ جات کو منتخب کیا اور انہیں جمع فرما کر ''مقام ابی حنیفہ کا تحقیقی مقام'' کے عنوان سے مضمون لکھ مارا اور بزعم خویش خوش ہیں کہ مقام ابی حنیفہ کا جواب ہو گیا۔ مقامِ شکر ہے کہ موصوف کا بغض و عناد صرف فقہاء کرام اور علی الخصوص احناف کرام کثر اللہ سوادہم سے ہے جو آپ نے مذکورہ مضمون میں نکالا ہے، اگر اسی انداز کے ذوقِ تحقیق کو مزید وسعت ملتی تو عجب نہ تھا کہ سنن ابن ماجہ سے ضعیف احادیث کو جمع فرما کر ''ابن ماجہ کا تحقیقی جائزہ'' کے نام سے مضمون شائع فرما دیتے، مسند احمد سے کمزور روایات کو نقل کر کے ''امام احمد بن حنبل کا علمی و تحقیقی مقام'' کے عنوان سے مضمون تحریر کرنے پر تل جاتے بلکہ امیر المؤمنین فی الحدیث حضرت امام بخاری رحمہ اللہ کی صحیح بخاری کے تراجم الباب میں مذکور بعض بے سند اقوال و روایات کو اکٹھا کر کے ''امام بخاری کے علمی و تحقیقی مقام'' کو طشت از بام کرنے پر اتر آتے، مگر خیر ہوئی کہ موصوف کا بغض و عناد صرف فقہاء احناف تک محدود رہا اور صرف ''مقام ابی حنیفہ'' کے تحقیقی مقام پر خامہ فرسائی پر اکتفا فرمایا ورنہ اگر آپ اپنی تحقیق و تنقید کی جولانیاں دکھاتے تو شاید شرقاً غرباً کوئی بھی مصنف یا محدث آپ کی تگ و تاز سے محفوظ نہ رہتا، پوری دنیائے تحقیق میں خوف و ہراس کا سماں ہو جاتا اور ہر کہ ومہ آپ کو دیکھتے ہی ہاتھ جوڑ کر الامان والحفیظ کی صدائیں دیتا نظر آتا۔

دلائل و براہین کی دنیا سے وابستگی رکھنے والے حضرات بخوبی جانتے ہیں کہ مناظرہ و مباحثہ میں ایک فریق دعویٰ کرتا ہے اور دوسرا فریق انکار یا جواب دعویٰ تحریر کرتا ہے اور انہی دو چیزوں پر بحث و مباحثہ کی بنیاد استوار ہوتی ہے۔ جب تک یہ دو چیزیں وجود پذیر نہ ہوں مناظرہ یا مباحثہ شروع ہی نہیں ہو سکتا۔ نہ مدعی کو بغیر دعویٰ کے دلائل پیش کرنے کا حق ہے اور نہ منکر کو بغیر انکار کے دلائل پر تنقید کا حق۔ یہی دنیا کی تمام عدالتوں کا دستور ہے اور یہی مدینہ طیبہ کی عطر بیز فضاؤں سے آنے والا جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے "البینۃ علی المدعی و الیمین علیٰ من انکر" فرما کر یہ سمجھا دیا کہ بینہ کا حق دعویٰ کرنے والے کو اور یمین کا حق انکار کرنے والے کو ہے......بغیر انکار یا جواب دعویٰ کے کسی پر تنقید کرنے والے کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی کسی راہ چلتے کو پتھر دے مارے، کچھ ایسا ہی کام زبیر علی زئی صاحب نے بھی کیا ہے۔ حضرت امام اہل سنت رحمہ اللہ نے ''مقام ابی حنیفہ'' میں مختلف ابواب قائم کیے اور ہر باب میں ایک دعویٰ پیش فرما کر اسے دلائل سے مزین فرمایا، علی زئی صاحب کو چاہیے تھا کہ وہ امام اہل

سنت کے دعاوی کا انکار کرتے، ان دلائل کا رد کرتے اور پھر اپنے دلائل پیش فرماتے، یوں یہ بحث کارآمد ہوتی اور کسی نتیجے کو پہنچتی، مثلاً......

۱......امام اہل سنت رحمہ اللہ نے باب اول میں دعویٰ کیا کہ: ''تفقہ فی الدین محمود ہے۔''

علی زئی صاحب کہہ دیں کہ: ''نہیں! تفقہ فی الدین مذموم ہے۔''

۲......امام اہل سنتؒ نے دعویٰ کیا کہ: ''حدیث کی روایت کے ساتھ ساتھ اس کی درایت بھی ضروری ہے۔''

علی زئی صاحب کہہ دیں کہ: ''نہیں! روایت حدیث کے ساتھ درایت ضروری نہیں۔''

۳......امام اہل سنت رحمہ اللہ نے دعویٰ فرمایا کہ ''صحابہ کرام میں بھی فقہاء موجود تھے۔''

علی زئی صاحب ارشاد فرمادیں کہ: ''کوئی صحابی فقیہ نہیں تھا۔''

۴......امام اہل سنت رحمہ اللہ نے دعویٰ فرمایا کہ: ''حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا مقام علم کلام اور فقاہت میں مسلم تھا۔''

علی زئی صاحب فرمادیں کہ: ''نہیں! امام ابوحنیفہ کا فقاہت وعلم کلام میں مقام مسلم نہیں۔''

۵......امام اہل سنتؒ نے دعویٰ فرمایا کہ: ''حضرت امام اعظم علیہ الرحمۃ کو علم حدیث سے بھی وافر حصہ ملا تھا۔''

علی زئی صاحب کہہ دیں کہ: ''نہیں ملا تھا، بلکہ امام صاحب کو علم حدیث سے کوئی مس نہ تھا۔''

۶......امام اہل سنت رحمہ اللہ نے دعویٰ فرمایا کہ: ''ہر رائے مذموم نہیں ہوتی۔''

علی زئی صاحب فرمادیں کہ: ''نہیں! ہر رائے مذموم ہوتی ہے۔''

۷......امام اہل سنت رحمہ اللہ نے دعویٰ فرمایا کہ: ''اگر کوئی شخص کسی حدیث مبارکہ کے منشأ ومفہوم پر عمل کرنے کے لیے اس کے ظاہری الفاظ کو ترک کرتا ہے تو اسے مخالفتِ حدیث نہیں کہا جاسکتا۔''

علی زئی صاحب ارشاد فرمادیں کہ: ''نہیں! بلکہ حدیث کے صرف ظاہری الفاظ کو مانا جائے گا اور اس کے معنیٰ ومنشأ کی طرف ذرا بھی التفات نہ کیا جائے گا۔''

الغرض اگر علی زئی صاحب واقعی میدانِ تحقیق میں گھوڑے دوڑانا چاہتے ہیں اور حضرت امام اہل سنت علیہ الرحمۃ کی کتاب کا واقعی جواب لکھنا چاہتے ہیں تو انہیں چاہیے کہ ''مقام ابی حنیفہ'' کے ایک ایک دعویٰ کا جواب لکھیں، اس دعویٰ پر امام اہل سنت کے دلائل کا مدلل طریق پر رد فرمائیں اور پھر اپنے دلائل پیش فرمائیں۔ یونہی کتاب کے چند حوالجات کو نقل کرکے ان پر نقد کرکے وہ اپنے ٹولہ کے دادوتحسین کے ڈونگروں کے مستحق تو بن سکتے ہیں کیونکہ بے مغز لوگوں کی وہاں کمی نہیں

احمقوں کی کمی نہیں غالب ایک ڈھونڈو ہزار ملتے ہیں

مگر اربابِ علم وتحقیق کے ہاں ان کی اس بے موقع کاوش کی پرِ کاہ جتنی بھی اہمیت نہیں۔

قادیانیوں کو ملکی یا انسانی بھائی کہنے کا حکم!

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس بارہ میں کہ

1......سابق وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف صاحب نے چند ماہ قبل یہ بیان دیا کہ ''قادیانی ہمارے بھائی اور ملک وقوم کا سرمایہ ہیں۔''

[۱] اس بیان کا شرعی اور اخلاقی حکم کیا ہے؟...... [۲] میاں صاحب نے تاحال اس بیان سے رجوع یا معذرت بھی نہیں کی۔ ان کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟

2......اس بیان کے چند دن بعد ایک عالم دین نے مجمع عام میں کہا کہ ''قادیانی ہمارے انسانی بھائی ہیں، ہمیں ان سے نفرت نہیں کرنی، ان کے خلاف فتوے کی زبان استعمال کرنے کی بجائے اُن سے ہمدردی کا اظہار کرنا ہے، اور دین کی دعوت دینی ہے۔''

[۱] موصوف کے اس بیان کا شرعی اور اخلاقی حکم کیا ہے؟...... [۲] اگر شرعاً درست بھی ہو تو کیا ان حالات میں ایسا بیان عام مسلمانوں کے لیے نقصان دہ نہیں؟...... [۳] اور میاں صاحب کو قادیانیوں کو بھائی قرار دینے کا جواز فراہم کرنے کے مترادف نہیں؟

3......عالم موصوف نے یہ بھی فرمایا کہ ''کافر سے مصافحہ جائز ہے'' (پھر تو قادیانیوں سمیت دیگر تمام کفار سے مصافحہ کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ المستفتی) جبکہ عرف عام میں مصافحہ کا مطلب سلام ہی سمجھا جاتا ہے۔

[۱] کیا تمام غیر مسلموں کو سلام کرنا جائز ہے؟...... [۲] کسی ضرورت کی بنا پر (مثلاً دین کی دعوت دینے کی خاطر) غیر مسلموں سے مصافحہ کی شریعت میں گنجائش ہے؟

برائے کرم تسلی بخش، واضح، مدلل اور مفصل جواب مرحمت فرمائیں۔ جزاکم اللہ تعالیٰ خیراً

المستفتی

خادم اہل سنت، سرفراز حسن خان حمزہ

مظہریہ دار المطالعہ، محلّہ حیات النبی، نزد فوارہ چوک، گجرات

(۱)......جامعة الرشيد......کراچی

(فتویٰ نمبر 47892ج5)

الجواب باسم ملهم الصواب

۱......قادیانی چونکہ بدترین کافریعنی زندیق ہیں، ان سے کسی قسم کا تعلق رکھنا جائز نہیں۔ لہٰذا ان کو بھائی کہنا بھی غیرت ایمانی کے منافی اور گناہ ہے، ایسے شخص کو اس بیان سے فوری رجوع اور توبہ کا اعلان ضروری ہے، بصورت دیگر ایسے لیڈر کو مسلمانوں کی نمائندگی کا کوئی حق نہیں۔

۲......ایک عالم دین ایسی بات نہیں کہہ سکتا کیونکہ یہ بات ایک عام مسلمان کی غیرت ایمانی بھی برداشت نہیں کرتی چہ جائیکہ ایک عالم دین کہلوانے والا یہ بات کہے، البتہ اگر کسی عالم کہلانے والے نے بھی یہ الفاظ کہے ہیں تو اس کا حکم بھی وہی ہے جو اوپر ذکر ہو چکا۔

۳......کفار سے مصافحہ کرنا چونکہ منع ہے اور بظاہر اس میں اس کی عزت وتعظیم بھی ہے، اس لیے عام حالات میں کفار سے مصافحہ کرنا جائز نہیں، البتہ ضرورت کے موقع پر گنجائش ہے۔

یہ حکم تو مصافحہ کا تھا۔ اور سلام کہنے یا سلام کا جواب دینے میں یہ تفصیل ہے کہ:

کافر کو تعظیماً سلام کہنا کفر، جبکہ محض تحیۂ یعنی خوش آمدید کے طور پر کہنا ناجائز اور کسی حاجت سے سلام کہنا جائز ہے، مگر ''السلام علیٰ من اتبع الهدیٰ'' کہنا بہتر ہے، اور کافر کے سلام کا جواب صرف ''وعليك'' سے دینا چاہیے۔ (مأخوذ از: احسن الفتاویٰ)

فقط......والله اعلم......نواب الدین......دارالافتاء، جامعة الرشید کراچی۔ ۱۶/۳/۱۴۳۲ھ

الجواب الصحیح......محمد عفا اللہ عنہ......دارالافتاء، جامعة الرشید کراچی۔ ۲۰ ربیع الاول ۱۴۳۲ھ

---

(۲)......جامعه مدنيه، لاہور......دارالافتاء والتحقيق، لاہور

فتویٰ نمبر 318/3

الجواب......بسم الله حامدا ومصليا

قادیانیوں کے بارے میں دو احتمال ہیں:

۱......ملکی قانون کے مطابق ان کو صرف غیر مسلم کہا جائے، تو ان کو قومی یا ملکی بھائی کہا جا سکتا ہے، جیسا کہ قرآن پاک میں ہے: ''والیٰ عاد اخاهم هودا''

۲......اگر ان کو زندیق سمجھا جائے جیسا کہ ختم نبوت والے کہتے ہیں، تب یہ کسی اکرام کے مستحق نہیں ہیں۔

فی الوقت اتنی بات کافی ہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالواحد غفرلہ......۲۳ذوالحجہ ۱۴۳۱ھ......دارالافتاء جامعہ مدنیہ، لاہور......دارالافتاء و التحقیق، لاہور

(۳)......جامعہ عربیہ احیاء العلوم، ظاہر پیر، ضلع رحیم یارخان

الجواب

کسی کافر و مرتد کے بارے میں قولاً یا فعلاً ایسا طرزِ عمل اختیار کرنا جس سے اس کی حوصلہ افزائی اور مسلمانوں کی دل شکستگی ہو، علامات نفاق میں سے ہے اور گناہِ کبیرہ ہے۔فتاویٰ دارالعلوم دیوبند سے اس قسم کا مضمون ماخوذ ہے۔

مزید تفصیل دفاتر ختم نبوت سے حاصل کریں۔

خاکسار......منظور احمد عفی عنہ......خادم: مدرسہ احیاء العلوم، ظاہر پیر، ضلع رحیم یارخان

(٤)......دارالعلوم حقانیہ، اکوڑہ خٹک، ضلع نوشہرہ

الجواب وبالله التوفيق

۱......قادیانیوں کو بھائی کہنا اور ملک وقوم کا سرمایہ کہنا دراصل بے دینی اور بے غیرتی کے مترادف ہے، لہٰذا اس بیان سے اگر موصوف کا مقصد قادیانیوں کو مسلمان قرار دینا ہو اور ان کو اسلامی بھائی جانتا ہو تو کسی غیر مسلم کو مسلمان کہنے سے آدمی دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔

چنانچہ مفتی کفایت اللہ صاحب رحمہ اللہ ''كفايت المفتی'' میں تحریر فرماتے ہیں:

''کہ جو لوگ قادیانیوں کے عقائد کفریہ سے واقف ہوں اور پھر بھی ان کو مسلمان سمجھیں وہ گویا خود بھی ان عقائد کفریہ کے معتقد ہیں، اس لیے وہ بھی اسلام سے خارج اور قادیانیوں کے زمرے میں شمار ہوں گے۔'' [كفايت المفتی 324/1]

''اذارای منکراً معلوما من الدين بالضرورة فلم ينكره ولم يكرهه ورضی به واستحسنه كان كافراً'' **[مرقاة 328/9]**

تاہم اگر اسلامی بھائی نہیں جانتا اور اس کو مسلمان قرار نہیں دیتا تو پھر اس طرح کے بیان سے آدمی کافر تو نہیں ہوتا، لیکن اس پر توبہ لازم ہے

''ويجب ان يعلم انه اذاكان فی المسئلة وجوه التكفير ووجه يمنع التكفير فعلی المفتی ان يميل الی الوجه الذی يمنع التكفير تحسيناً للظن المسلم......ويؤمر بالتوبه''[تاتارخانيه 458/5]

اسی طرح مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ ''آپ کے مسائل اور ان کا حل'' میں تحریر فرماتے ہیں کہ غیر مسلم عزیز و اقارب سے بھی دوستانہ و برادرانہ تعلق جائز نہیں۔[آپ کے مسائل اور ان کا حل 76/1]

اور قادیانیوں کا حکم تو غیر مسلم سے بدتر ہے، کیونکہ یہ مرتد ہیں، لہٰذا ان سے تو بطریق اولیٰ دوستانہ و برادرانہ تعلق جائز نہیں۔

۲......اس عالم کا یہ بیان کہ ''قادیانی ہمارے انسانی بھائی ہیں اور ہمیں ان سے نفرت نہیں کرنی چاہیے'' وغیرہ اس طرح کے بیانات عالم دین کے شایان شان نہیں، اس عالم دین کو چاہیے کہ اس طرح کے بیان نہ دے، اس سے اس کو احتراز کرنا چاہیے، کیونکہ وہ مقتداء ہے۔

۳......عالم موصوف کا یہ کہنا کہ ''غیر مسلموں سے مصافحہ جائز ہے'' یہ درست ہے

چنانچہ در المختار میں ہے: **"کرہ للمسلم مصافحة الذمی کذا فی نسخ الشارح واکثر المتون"وقال ابن عابدینؒ "ای بلا حاجة لما فی القنیة لابأس بمصافحة المسلم جاره النصرانی اذا رجع بعد الغیبة ویتأذی بترک المصافحة . ردالمحتار 412/6**

قادیانی وغیرہ کو سلام نہیں کرنا چاہیے اور اگر یہ لوگ سلام کریں تو جواب میں فقط "وعلیکم" کہہ دیا جائے، یا صرف هداك الله کہنا چاہیے۔فتاویٰ محمودیہ **100/19**

واللہ اعلم بالصواب......کتبہ شکیل، متخصص فی الفقه والافتاء......جامعہ دار العلوم حقانیہ،

الجواب الصحیح......غلام قادر عفی عنہ......دار الافتاء، دار العلوم حقانیہ، اکوڑہ خٹک، یکم محرم الحرام ۱۴۳۲ھ

---

(۵)......**دارالعلوم مدنیه**، ماڈل ٹاؤن بی، بہاولپور

الجواب باسم مهلم الصواب

-1 ا......میاں صاحب کا مذکورہ بیان سراسر غیر شرعی تو ہے ہی اخلاقاً بھی درست نہیں، کیونکہ موصوف اپنے آپ کو محبّ وطن لیڈر قرار دیتے ہیں، نیز میاں صاحب اس حقیقت سے بھی غافل نہیں ہوں گے کہ قادیانی ملک پاکستان کے دشمن ہیں، اسی ذریت میں سے پروفیسر عبدالسلام قادیانی نے ملک پاکستان کے بارے میں ہرزہ سرائی کرتے ہوئے کہا تھا کہ ''میں اس لعنتی ملک میں قدم نہیں رکھنا چاہتا۔''

[ہفت روزہ چٹان ۲۲ جون ۱۹۸۶ء]

لہٰذا میاں صاحب کا ملک دشمنوں کو ''بھائی'' اور ملک کا ''سرمایہ'' قرار دینا اسلامی غیرت وحمیت اور وطن عزیز کی محبت کے دعویٰ کے خلاف ہے۔ اگر آنجناب میاں، مولویوں سے نفرت کی بنا پر ان کی بات تسلیم نہیں کرتے تو انہیں اس موقع پر مصور پاکستان علامہ اقبال مرحوم کے فتویٰ کا پاس رکھنا چاہیے تھا جس میں

انہوں نے فرمایا تھا: ’’قادیانی بیک وقت اسلام اور وطن دونوں کے غدار ہیں۔‘‘

[اقبال اور فتنۂ قادیانیت، بحوالہ آپ کے مسائل جدید ج:۲،ص:۱۲۹]

۲......میاں صاحب پر لازم ہے کہ وہ اپنے اس بیان سے علی الاعلان رجوع کریں، بصورت دیگر ہر مسلمان کا شرعی فریضہ ہے کہ وہ ان کا بائیکاٹ کرے، ورنہ قیامت کے دن بائیکاٹ نہ کرنے والے مسلمان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مجرم ہوں گے۔[ایضاً، ج:۲،ص:۱۸۸]

-2 ا......۲......۳......بغیر کسی تحقیق کے مذکورہ عالم دین پر حکم لگانے سے قاصر ہیں، کیونکہ وہ مقتدا ہیں، ان سے اس قسم کے الفاظ کا بایں مطلب صادر ہونا بعید ہے۔

-3 ا......غیر مسلموں کو سلام کرنا جائز نہیں، اگر سلام کرنا ہو ’’السلام علیٰ من اتبع الهدیٰ‘‘ کہہ دیا جائے۔اور اگر کوئی غیر مسلم سلام کرے تو اس کے جواب میں صرف وعلیکم کہہ دیا جائے۔[محمودیہ، ج:۱۹،ص:۹۲]

۲......کفار کی عزت وتکریم کی نیت سے ان سے مصافحہ کرنا غیرت ایمانی کے منافی ہے، تاہم اگر مواسات کے درجہ میں ہو یا کفار کی اسلام کی طرف رغبت کے لیے ہو تو ان سے ہاتھ ملانے میں کوئی حرج نہیں، البتہ یہ ضروری ہے کہ ہاتھ ملاتے وقت ’’السلام علیکم‘‘ نہ کہا جائے۔

[فتاویٰ حقانیہ، ج:۲،ص:۴۵۲۔محمودیہ، ج:۱۹،ص:۱۱۵]

والله سبحانه وتعالیٰ اعلم وعلمه اتم واحکم

حررہ......محمد عمر عفا اللہ عنہ...... متخصص فی الفقه: دار العلوم مدنیہ، بہاولپور

الجواب الصحیح:......محمد یوسف......نائب مفتی: دار العلوم مدنیہ، بہاولپور......۱۴۳۲/۸/۴ھ

الجواب الصحیح......احمد سفیان......نائب مفتی: دار العلوم مدنیہ، بہاولپور......۱۴۳۲/۸/۱۱ھ

الجواب الصحیح......عطاء الرحمٰن......رئیس دار الافتاء: دار العلوم مدنیہ، بہاولپور......۱۴۳۲/۸/۹ھ

(بقیہ ''امام اہل سنت......یعنی......ترجمان دیوبند'')

اور حضرت مولانا حسین علی صاحب رحمہ اللہ کی سند کے ساتھ دورۂ تفسیر کی اجازت مرحمت فرمائی، دورۂ تفسیر ختم کرنے کے بعد تقریباً 20 کے قریب دورۂ تفسیر کے طلباء کی معیت میں حضرت الشیخ کی خدمت میں حاضری ہوئی، حضرت بہت خوش ہوئے، بہت شفقت فرمائی، سب کو آب زم زم نوش کرایا اور جب حضرت کے سامنے یہ بات آئی کہ میرے ہاں دورۂ تفسیر میں ترجمہ اور دوسرے تفسیری لوازم کے التزام کے ساتھ ساتھ عقائد و مسلک کے اعتبار سے بھی خوب محنت ہوتی ہے تو اس پر بھی حضرت بہت خوش ہوئے اور بہت دعائیں دی، پھر میں نے حضرۃ الشیخ کو بتایا کہ دورۂ تفسیر کے طلباء کی سند میں ''رسالہ مسلک علماء دیوبند پر پختہ رہنے کی تلقین کی گئی ہے'' تو حضرت نے فرمایا یہ بہت اچھا کیا ہے اس سے عقائد حقہ کی طرف رہنمائی اور مسلک دیوبند کی تعیین ہو جاتی ہے۔

اجازتِ حدیث:

اسی طرح ایک اور موقع پر سال کے اخیر میں حاضری ہوئی، حضرت کی زیارت اور دعاؤں کی سعادت حاصل کرنے کے بعد اجازت چاہی تو خلافِ معمول حضرت نے فرمایا کہ ابھی ٹھہر جاؤ! کچھ دیر قاری محمد الیاس [مہتمم: مدینۃ العلم فیصل آباد] دورۂ حدیث کے شرکاء سمیت تشریف لے آئے، بعد میں پتہ چلا کہ قاری صاحب نے حضرت سے ختم بخاری کے لیے پرگرام کا تقاضا کیا، حضرت نے اپنی بیماری اور ضعف کا عذر کیا، قاری صاحب نے حضرت سے عرض کیا کہ حضرت! اس کی یہ صورت بھی ہو سکتی ہے کہ میں دورۂ حدیث کے طلباء کو لے کر حاضر ہو جاتا ہوں اور حضرت آخری سبق پڑھا دیں، حضرت شیخ نے اس کو منظور فرمالیا، اب مجھے بات سمجھ آ گئی کہ حضرت شیخ نے مجھے کیوں فرمایا تھا کہ ٹھہر جاؤ! بیٹھک میں نشست بنی، حضرت الشیخ نے آخری سبق پڑھایا، میں حیران ہو گیا کہ حضرت والا نے اس بڑھاپے اور ضعف کی حالت میں بھی آخری سبق کے متعلق ضروری مضامین بیان فرمائے، پھر ہر ایک سے ایک ایک حدیث سنی، مجھے بھی فرمایا کہ آپ بھی ایک حدیث پڑھ دیں، میں نے ایک حدیث پاک پڑھی تو اس کے بعد آپ نے اجازت حدیث اور اپنی خاص مطبوعہ سند مرحمت فرمائی۔ حضرت شیخ کی اس بزرگانہ شفقت اور اجازتِ حدیث اور سند حدیث کی نعمتِ غیر مترقبہ پر اللہ تعالیٰ کا بہت شکر ادا کیا اور حضرت الشیخ کی شفقت اور محبت کو دیکھ کر اکابر کی اپنے چھوٹے پر محبت و شفقت کی کتابی داستان آنکھوں سے نظر آ رہی تھی، اور اکابر کے خلق کی پرانی یادیں حضرت الشیخ کے خلق کی صورت میں تازہ ہو رہی تھیں، اس لیے اگر میں شیخ صفدر کو علم و عمل، تقویٰ و طہارت، شفقت و محبت، اخلاق اعمال، حمیت اسلامی، غیرت ایمانی، حفاظتِ دین اور دفاعِ دین کے اعتبار سے نمونہ اسلاف کہوں تو بجا اور اگر عقائد اہل السنۃ والجماعۃ یعنی مسلک دیوبند کے حوالے سے امام اہل سنت اور ترجمان دیوبند کہوں تو بجا۔

☆......☆......☆......☆